صفحہ نمبر 18 اس سے بہتر

حالت میں نہیں ملا

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم (انہ اوی القریہ)

الحکم

دار الامان قادیان

چہ گویم بانو گر آئی بہادر قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۲۱ | ۱۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۲ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۰ھ یوم شنبہ | جلد ۶

فہرست مضامین

دار الامان کا ہفتہ

حضرت اقدس حجۃ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہیں۔ اور طاعون کے متعلق ایک جدید اشتہار لکھ رہے ہیں آج پہلا دن ہے کہ حضرت حجۃ اللہ سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور اب انشاء اللہ حسب معمول ہر روز جایا کریں گے۔ سیر سے واپس آ کر شیخ عبد الرحمن ملازم خانصاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس اعظم مالیر کوٹلہ نے جو اپنی غلط فہمی اور کوتہ اندیشی کی وجہ سے ان کی ملازمت سے مستعفی ہوئے تھے رخصت چاہی حضرت حجۃ اللہ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

ملازم کے لئے ملازمت سے پہلے ایسی جگہ دیکھ لینی چاہئے جہاں آقا نیک اور متقی ہو کیونکہ بندگی بیچارگی ملازم ناصح کا درجہ نہیں پا سکتا اس لئے بد اوقات ایسے لوگوں کی ملازمت ہوتی ہے جہاں دین برباد ہو جاتا ہے پس نواب صاحب کی ملازمت کو بہت ترجیح دینی چاہئے نواب صاحب بڑے صالح اور با مروت ہیں اور پھر قادیان جیسی جگہ کو چھوڑنا نہیں چاہئے یہاں امن سے بیٹھے ہو دنیا میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور ابھی معلوم نہیں کیا ہوگا ملک الموت قریب آ رہا ہے لیکن یہاں تم سنتے ہو کہ خدا اپنا فضل کر رہا ہے جب انسان دینی فوائد کو چھوڑ کر دنیوی فوائد کے پیچھے جاتا ہے تو دنیوی فوائد بھی جاتے رہتے ہیں۔ بس بری مجلسوں سے توبہ کرو اور جہاں تکذیب ہوتی ہو وہاں سے اٹھ جاؤ ورنہ تم بھی انکے مثل سمجھے جاؤ گے میری رائے میں بہتری یہی ہے کہ تم اپنے اس ارادہ پر نظر ثانی کر لو۔"

چنانچہ شیخ عبد الرحمن نے حضرت نواب صاحب سے اپنا استعفا واپس لینے کے لئے عرض کر دیا اور نواب صاحب موصوف نے اپنی عام فیاضی اور فراخدلی سے ان کو پھر ملازم رکھ لیا+

(۲) شام کے وقت ایک ہندو مسلمان ہوا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ مولوی صاحب

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا۔

ثابت کیا ہے کہ مجھ مین کوئی رنگ الوہیت کا سوا رسالت اور عبودیت کے نہین ہے مگر اسپر بھی قوم نوح نے ان سب دلائل کو مغالطات و مجادلات ہی قرار دیا کما قال تعالے قالوا یا نوح قد جادلتنا فاکثرت جدالنا فاتنا بما تعدنا ان کنت من الصادقین اس بیان سے صریح ثابت ہوا کہ حضرت نوح نے کوئی ایسا نشان بدیہی پیش نہین کیا کہ مرتبہ ایمان بالغیب سے انکو نکال کر جبراً بطور الجا کے اپنے دعاوی کو منوا دیا جاوے جب ہی تو وہ آخر تک مکذب اور منکر رہے پھر سیپارہ ۱۳ - رکوع ۱۴ مین اللہ تعالے فرماتا ہے ان انتم الا بشر مثلنا تریدون ان تصدونا عما کان یعبد اباؤنا فاتونا بسلطان مبین - ماحصل مکذبین کے اعتراض کا یہ ہے کہ جبکہ تم مثل ہماری ہی .. بشر ہو تو اگر تم رسول ہو تو پھر چاہیے کہ ہم سب بھی رسول ہی ہو جاوین یعنے مثل جو ٹھیرے علاوہ یہ کہ تم ہم کو گمراہ بھی کئے دیتے ہو کہ ان معبودون کی عبادت سے روکتے اور ٹوکتے ہو جنکو ہمارے اباؤ اجداد جو بڑے بڑے مقتدا و پیشوا تھے پرستش کرتے چلے آئے ہین اور اگر تمکو الہی ہادی اور مامور من اللہ ہونیکا کچھ دعوے ہے تو کوئی ایسی حجت لے آؤ جو ہمکو ایمان کے لیے مجبور کر دیوے ناظرین اب ہمکو چاہیئے کہ انبیا کیطرف سے جو اس اعتراض کا جواب دیا گیا ہے اس پر بھی نظر کرین - قال اللہ تعالے قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ

وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا

باذن اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون

ومالنا ان لا نتوکل علی اللہ وقد ہدانا

سبلنا ولنصبرن علی ما اذیتمونا وعلی اللہ

فلیتوکل المتوکلون - حاصل جواب انبیاء علیہم السلام کا یہ ہے کہ ہم نے تسلیم کیا کہ ہم تمہاری طرح ہی بشر ہین اور درجہ نبوت تم کو بھی مل سکتا تھا لیکن اللہ تعالے پر کوئی شے واجب نہین جسکو چاہتا ہے اپنے بندون مین سے اپنی مصلحت اور حکمت اور علم کے موافق درجہ نبوت کا عطا فرماتا ہے اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ جیسا کہ مراتب سلطنت و امارت وغیرہ کو بموجب تقاضی اپنی حکمت بالغہ کے عنایت کرتا ہے اور حجت و سلطان یعنے نشانات باذن اللہ تعالے کے ہماری قدرت کے تحت مین نہین ہین اسلیئے مومنون کا کام یہی ہے کہ ظہور نشانات مین بھی اللہ تعالے ہی پر توکل کرین اور جبکہ عام مومنون پر توکل علے اللہ واجب ہے تو پھر انبیا اس توکل کے لیے زیادہ تر مستحق ہین اور اللہ تعالے نے ہمکو ہمارے سیدھے راستون ہدایت پر لگا رکھا ہے اگر اسپر بھی تم اذیت ہی ہم کو پہونچاؤ گے تو ہم صبر ہی کرینگے اس جواب انبیا سے ثابت ہے کہ انہون نے نشان خاص مقترحہ کفار کی نسبت بھی کہا ہے کہ ہمارے اختیار مین نہین ہے اور ہم کو تمام مقامات مین خواہ نشانات ہون یا غیر اسکے توکل کرنا بہ نسبت دیگر مومنون کے واجب تر ہے باوجودیکہ مسلم ہے کہ انبیاء و مرسلین کے پاس انکے صدق کے نشانات ہر چہار طرف سے موجود تھے تو صریح معلوم ہوا کہ مکذبین کوئی ایسا بدیہی نشان چاہتے تھے جو ان کو ایمان کیطرف مجبور کر دیوے اور شان الوہیت اس مین ظاہر ہو جبہی تو کہتے تھے کہ فاتونا بسلطان مبین ایضاً حضرت صالح نے اسی قول کفار کے جواب مین یہ کہا تھا قال رب انصرنی بما کذبون یعنے اے پروردگار میرے انکی تکذیب پر میری مدد فرما بالآخر وہ قوم ہلاک ہو گئی - ایضاً - حضرت صالح نے ان کے اس طلب کرنے نشان پر یہ بھی فرمایا ہذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب

یوم معلوم ولا تمسوہا بسوء فیاخذکم

عذاب یوم عظیم فعقروہا فاصبحوا نادمین

یہان پر اس ناقہ کو حضرت صالح نے نشان اپنے صدق کا قرار دیا مگر یہ تو سبکو معلوم ہے کہ اس نشان کے ساتھ انہون نے کیا کیا اس سے معلوم ہوا کہ ناقہ بھی کوئی ایسا بدیہی نشان نہین تھا جو ایمان کی طرف مجبوراً انکو کھینچکر لے آتا - حضرت شعیب کی قوم نے بھی یہی اعتراض کیا تھا اور ایک عذاب خاص یعنے قطعۃ من السماء طلب کیا تھا جسکا جواب یہ دیا گیا قال ربی اعلم بما تعملون فکذبوہ فاخذہم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم حاصل جواب کا یہ ہے کہ تمہارے عملون کی سزا کو میرا رب ہی خوب جانتا ہے یعنی مجھکو کیا معلوم ہے کہ وہ کونسا عذاب مناسب تمہاری بداعمالیون کی سزا مین تم پر پہنچاویگا بالآخر عذاب مطلوب یعنی قطعۃ من السماء تو نازل نہوا مگر بادل سے آگ برسی جس سے وہ ہلاک ہو گئے - ایضاً سورہ یٰسین مین بھی یہی قول مکذبین کا نقل فرمایا گیا ہے اور اسکا جواب دیا گیا ہے قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ نشانات تو ہمارے پاس ضرور ہین جنکو وہ رب ہمارا جانتا ہے اور یہی ظہور نشانات کا ہمارے مرسل ہونیکی دلیل ہے اور وہ ہمارے مرسل ہونے کو بھی خوب جانتا ہے کیونکہ نشانات ہمارے دعاوی پر ظاہر فرماتا ہے اگر وہ ہمکو مرسل نکردانتا تو تصدیق ہمارے دعاوی رسالت کے اظہار نشانات سے نفرماتا لہذا ثابت ہوا کہ ہمارے مرسل ہونیکو وہی خوب جانتا ہے کیونکہ نشانات ہمارے دعاوی پر ظاہر فرماتا ہے ہان البتہ ہمپر بھی یہ امر واجب ہے کہ اقامت براہین اور حجج سے اور نیز دفع شبہات مخالفین و مکذبین کر کر اپنے دعاوی رسالت اور مقاصد توحید کو ثابت کرین - اس جواب انبیا مین اگرچہ ذکر نشانات کا بصراحت مذکور نہین ہے

لیکن جملہ ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون جو موکد بتاکید شدیدہ ہے اور بمنزلہ حلف اور قسم کے ہے اس سے پایا جاتا ہے کہ ضرور بالضرور ان کے صدق کے نشانات اللہ تعالے کیطرف سے صادر ہوتے تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا اور دوسرا جملہ یعنی وما علینا الا البلاغ المبین اسواسطے فرمایا گیا کہ علاوہ نشانات الٰہیہ کے دلایل علمیہ اور براہین عقلیہ بھی وہ پیش کرتے تھے۔ ایضاً قال اللہ تعالے وقالوا لولا انزل علیہ ایات من ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلے علیہم ان فی ذلک لرحمۃ وذکرے لقوم یومنون۔ اس آیت مین آنحضرت صلعم کے اعجاز کا بیان کیا ہے اور مکذبین کی ایات مقترحہ کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالے ہی کے اختیار مین ہین یعنی جس نبی کے لیے جونسی ایات کا عطا فرمانا وہ مناسب جانتا ہے وہی اسکو عطا فرماتا ہے اور سر اس تقسیم آیات مین یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی آیات متوارث چلی آوین تو پھر مکذبین ان کو سحر متوارث کہدینگے اور اللہ تعالے کے قادر مطلق ہونے مین شک کرنے لگین گے اب حضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ مجھ مین وہ قوت بیانیہ ہے جو کسی نبی کو عطا نہین ہوئی اور اسی لیئے مجھ کو وہ کتاب عطا کی گئی ہے جو تمام حقایق کونیہ اور معارف الٰہیہ کو جامع ہے جس سے وقتاً فوقتاً بے نہایت علوم جدیدہ حاصل ہوتے جاتے ہین جو مومنین کے لیے ایک بڑی عظیم الشان رحمت ہین اور یہ کتاب تمام علوم فطرت کے یاد دلانے والی ہے مگر یہ سب ہدایت ایمان والون کے ہی لیے خاص ہے تو کیا ایسی کتاب بلیغ باقصی غایۃ البلاغت پر از اسرار و معارف بے شمار بھی انکے لئے معجزہ ہونیکو کافی نہین خصوصاً جبکہ یہ لحاظ بھی کیا جاوے کہ یہ تمام علوم اولین و آخرین کے ایک ایسے امی کی زبان سے نکل رہی ہین جو کسی اسکول یا کالج مین اس نے ایک حرف تک نہین پڑھا اب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلعم کو علاوہ کتاب اللہ کے ہزارہا معجزات دوسرے بھی دئے گئے تھے مگر مکذبین انکولا شئے سمجھ رہے تھے اسواسطے اللہ تعالے نے اس جگہ پر قران مجید کا معجزہ پیش فرمایا جو قیامت تک باقی رہیگا اور وقت نزول سے آج تک کوئی مکذب اسکا مقابلہ نہین کرسکا باوجودیکہ ہر قریہ و دیہہ مین ہزارون انسانون کی زبانون سے یہ تحدی کرائی جاتی ہے کہ قل ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین۔ اور پھر یہ پیشین گوئی بھی کی جاتی ہے کہ قل لئن اجتمعت الجن والانس علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا۔ مگر کسی مخالف کی مجال نہین کہ اس پیشین گوئی کو جھوٹا کر سکے اللھم صل علی محمد وعلے آل محمد کما صلیت علے ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید اور پھر قربان جایئے اس مسیح موعود کے کہ اس نے حسب الہام مندرجہ براہین کہ یا احمد فاضت الرحمۃ علی شفتیک وغیرہ الہامات کے اس معجزہ محمدیہ کو تازہ کر دکھایا اور متعدد کتب بلیغہ اور رسائل فصیحہ عربی مبین مین بتائید روح القدس ایسی متحدیانہ تصنیف فرمایئن کہ آج تک کوئی مخالف اونکے مقابلہ مین ایک سطر تک یا ایک شعر تک بھی نہ لکھ سکا باوجودیکہ ہزارون روپیہ کا اشتہار اس تحدی کے ساتھ بھی شائع کیا الحمد للہ کہ اعجاز بلاغت محمدیہ کی تجدید بڑے زور و شور کے ساتھ تمام دنیا مین کر دے۔ ثم الحمد للہ غرضکہ اسی طرح پر دیگر متعدد مقامات مین قرآن مجید سے مکذبین کے اس قسم کے اعتراضون کے جواب اسی قسم کے دیئے گئے ہین جیسے کہ مذکور ہوئے ان جوابون انبیاؤن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ نشانات تو بالضرور انبیاء علیہم السلام کو دیئے گئے تھے مگر انہین کوئی ایسے خفا ہوتے تھے جو مکذبین کو ایمان کیطرف جبراً بطور الجا کے کھینچکر نہین لاتے تھے اور بڑی وجہ یہی تھی کہ مکذبین کی توجہ ان نشانات کیطرف نہوتی تھی اور نیز تقوے جو ہدی للمتقین مین مذکور ہے انکے دلون مین نہ تھا لہذا وہ نشانات ان کے لیے کوئی فائدہ نہ پہونچاتے تھے بالآخر ایسی آیات عذاب انپر آتی رہین کہ آخر مین ہلاک ہو گئے ونعم ما قیل ؎

اگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانند آیدش بازیچہ در گوش
نگویند از سر بازیچہ حرفے
کزان پندے نگیرد صاحب ہوش

اب مین اس جواب کے آخر مین منتظر ہون کہ آپ کی طرف سے کیا جواب ملتا ہے ایسا نہو کہ انہین منکرین سابقین کا سا جواب ہو جو ما انتم الا بشر مثلنا کے قائلین جواب دیتے رہے ہین لہذا واسطے حفظ ما تقدم کے اپنے اقوال کو پیچھے ڈالکر چند اشعار مثنوی کے واسطے چاشنی مذاق ناظرین کے تحریر کیئے جاتے ہین ؎

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد
کم کسے ز ابدال حق آگاہ شد
ہمسری با انبیا برداشتند
اولیارا ہمچو خود پنداشتند
گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر
ما و ایشان بستۂ خوابیم و خور
این ندانستند ایشان از عمی
ہست فرقے درمیان بے منتہا
ہر دو گون آہو گیا خوردند و آب
زان یکے سرگین شد و زان مشک ناب
ہر دو گون زنبور خوردند از محل
زان یکے شد نیش و زان دیگر عسل
ہر دو صورت گر بہم ماند رواست
آب تلخ و آب شیرین را صفاست
جز کہ صاحب ذوق کہ شناسد طعوم
شہد ناخوردہ کجا دانی ز موم

این خورد گردد پلیدے زو جدا
وان خورد گردد ہمہ نور خدا

این خورد زاید ہمہ بخل و حسد
وان خورد گردد ہمہ نور احد +

اور جو آخر اس سوال مین آپنے بعض معجزات انبیا کو شمار کر کر یہ لکھا ہے دکہ افسوس کہ حضور نے ان سب کو اڑا دیا) یہ قول بالکل خلاف نفس الامر کے ہے آپ غور فرماوین کہ یہ امر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی مامور من اللہ خود مدعی صدور آیات اور نشانات الہیہ کا ہوا ور پھر مرسلین سابقین کے معجزات اور نشانات کو اڑا دیوے یہ تو وہی قصہ ہوگا - ۵

کے بر سر شاخ و بن مے برید
خداوند بستان نگہ کرد و دید
بگفتا گر این مرد بد میکند
نہ با من کہ با نفس خود میکند

بیان ملائکہ - البتہ فرشتے انبیا ر پر نازل ہوئے امنت باللہ و ملائکتہ و کتبہ و رسلہ - لیکن حقیقت نزول کی وہ صحیح نہین ہے جو عوام خیال کر رہے ہین کہ آسمان پر سے ملائکہ کا نزول اس طرح پر ہوتا تھا کہ غیر انبیا انکو آسمان پر سے اترتا ہوا دیکھتے ہون بلکہ انکے نزول کی حقیقت وہی ہے جو ہمارے رسائل تحذیر المومنین وغیرہ مین لکھی گئی ہے اور پھر دور مت جاؤ خود اپنے پر ہی فرشتوں کا نزول یا وجود یا حفاظت کو اونکی خیال کرو کر کس طرح پر ہے قال اللہ تعالےٰ وان علیکم لحافظین کراماً کاتبین یعلمون ماتفعلون - کیا کوتوال چوکیدار وغیرہ کی طرح کوئی انکی حفاظت کو دیکھتا ہے یا جو اعمال حسنہ و سیئہ وہ لکھتے ہین انکے کتابت کا غذ قلم وغیرہ کسی کو مشاہد ہوتے ہین ایضاً قال تعالےٰ ان کل نفس لما علیہا حافظ وغیر ذلک من الآیات الکثیرۃ علی ہذا القیاس دیگر ملائکہ کا نزول اور تبدل جو لیل و نہار مین نصوص شرعیہ مین وارد ہوا ہے وہ بھی ہر ایک شخص کو کب مشاہد ہوسکتا ہے

ہان انبیا علیہم السلام کو گاہے مشاہد ہوجاتا ہے احادیث مین جو حضرت جبرئیل کا تمثل بصورت دحیہ کلبی صحابی حسین وجمیل کے وارد ہوا ہے کسقدر نظری امر ہے مثلاً اگر آپ کے پاس کوئی ایکا دوست آوے اور پھر وہ چلا جاوے اور آپ اپنے دوستوں سے یہ کہین کہ فلان شخص جو میرے پاس آیا تھا وہ حضرت جبرئیل تھے تو سامعین کو کسقدر تعجب لاحق ہوگا کوئی بڑا ہی مخلص دوست جو آپکو بہشت صدق مجسم سمجھتا ہو وہی یقین کرے گا کہ آپ صادق ہین غرضکہ نزول ملائکہ برحق ہے ہر کہ شک آرد کافر گردد مگر ایک امر نظری ہے نہ بدیہی - بیان فلق بحر - ضرور بالضرورۃ حضرت موسے کے لیے آخر مین اور انجام کار مین حسب الحکم والعاقبۃ للمتقین فلق بحر ہوا اگر جماعت احمدیہ مین سے کوئی شخص اسکے اسباب طبعیہ بھی اس غرض سے بیان کرے کہ تمام مسببات کیلئے اس عالم مین اسباب کا وجود بھی بنظر قانون قدرت ضروری ہے تو اس سے فلق بحر کا انکار کیونکر سمجھا گیا مثلاً توریت سے سبب اسکا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقت عبور حضرت موسے کے آندھی کا ایک طوفان آیا تھا اور ظاہر ہے کہ آندھی کے طوفان کی شدت سے پانی خلیج کا پھٹ کر راستہ عبور کے لائق بن جانا ممکن ہے اور جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہین کہ فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم اس مضمون کا نظارہ کیا دشوار ہے اور جب کہ وہ طوفان آندہی کا ساکن ہوجاوے تو پھر پانی خلیج کا اپنی اصلی حالت پر بھی آجانا ضروری ہے لہذا جب کہ فرعونی اوسمین داخل ہوگئے تو وہ طوفان آندہی کا ساکن ہوگیا پس پانی خلیج کا اپنی اصلی حالت پر آگیا اور تمام فرعونی اوس مین غرق ہوگئے تو اس اسباب طبعیہ کے بیان کرنے سے تکذیب فلق بحر کی کب لازم آتی ہے کیونکہ یہ تمام اسباب و مسببات اللہ تعالےٰ کے حکم ہی سے بوقت

ضرب عصا کے صادر ہوے پس معجزہ موسوی بھی بحال رہا قال اللہ تعالےٰ فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق فکان کل فرق کالطود العظیم وازلفنا ثم الآخرین وانجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین ثم اغرقنا الآخرین ان فی ذالک لآیۃ وما کان اکثرہم مومنین تذکرہ عصا عصا جو حضرت موسے کو دیا گیا تھا اوس کے تسلیم کرنے مین کسکو کلام ہے قال اللہ تعالےٰ و اوحینا الیٰ موسیٰ ان الق عصاک فاذا ھی تلقف ما یافکون - ایضاً وما تلک بیمینک یا موسیٰ قال ھی عصای اتوکا علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مآرب اخری قال القہا یا موسیٰ فالقاھا فاذا ھی حیۃ تسعی پس ہوتے ان نصوص کے عصا موسوی کا انکار کیونکر ہوسکتا ہے ہاں بموجب حدیث لکل ظہر بطن کے اگر مراد عصا سے کوئی معنی بطور بطن کے بھی مراد لئے جاوین تو وہ بھی ہوسکتے ہین اور جب کہ اس زمانہ مین عجیب وغریب صنائع اور بدائع ایسے ظاہر ہوے ہین کہ کسی شے کا بصورت سانپ کے متشکل ہوجانا کچھ دشوار بھی نہیں تو پھر امر الہی سے عصا کا بصورت سانپ کے متشکل ہوجانا کیا دشوار ہے تذکرہ ید بیضا ید بیضا سے بھی ہمکو انکار نہیں خواہ سو حا نیت اور کی بطور بطن کے کچھ بھی ہو قال اللہ تعالےٰ و نزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین پھر اگر وہاں پر ید بیضا تھا تو یہاں پر منارہ بیضاء عیسوی ہے جس کی نسبت براہین مین مدت بائیس تئیس سال سے الہام موجود ہے بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم تر افتاد - ذکر احیاے موتے حقیقی احیاء موتی حقیقی کے لئے چونکہ نصوص قرآنیہ مخالفہ

احیائے ثانوی اس عالم مین موجود ہین لہذا احیاء مزعوم عوام کو ہم تسلیم نہین کر سکتے کیونکہ معنی احیاء کے قرآن مجید اور کتب احادیث اور کتب لغات مین اور نیز محاورات عرب مین متعدد مستعمل ہوئے ہین دیکھو ہمارے رسائل کو مثلاً ایک معنی ہین زمین خشک کو سرسبز اور شاداب کر دینا کما قال اللہ تعالے ویحی الارض بعد موتہا وکذلک تخرجون دوسرے معنی ایمانیات اور اعمال صالحہ سے مردہ دلونکو زندہ کرنا اور ان کا روشن اور منور کرنا کما قال اللہ تعالے استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم وغیر ذلک من الایات پس جس قسم کا احیا حضرت عیسے کو اللہ تعالے نے عطا فرمایا تھا اس سے بڑھکر آنحضرت صلعم کو عنایت ہوا تھا لیکن اعجاز احیاء حقیقی مزعوم عوام کا جو آنحضرت صلعم کے لیے نہین دیا گیا وہ حضرت عیسے کو بھی نہین دیا گیا تھا دیکھو جب آنحضرت صلعم سے کفار نے درخواست کی تو اس درخواست کا یہ جواب ملا کہ اذا تتلی

علیہم آیاتنا بینات ما کان حجتہم الا

ان قالوا ائتوا بآبائنا ان کنتم صادقین قل اللہ

یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ

لاریب فیہ ولکن اکثر الناس لایعلمون اس آیت مین اللہ تعالے نے اپنی تین صفات بیان فرمائی ہین - اول احیاء دوم صفت اماتت جو اس عالم دنیوی مین ظاہر ہو رہی ہین اور تیسری صفت جامع اموات کے لیے جو بعد الموت برزخ سے لیکر قیامت تک ہے چونکہ صفت جامع اس آیت مین مقید ہے ساتھ قید الی یوم القیامۃ کے لہذا بعض موتے حقیقی کا دوبارہ اس عالم مین زندہ کرنا اس خاص صفت جامع کے مخالف ہے لہذا بعد الموت عالم برزخ مین تمام موتے جمع کیے جاتے ہین اور وے قیامت تک جمع کیے جاوینگے

پس احیاء مزعوم عوام اس صفت جامع کے مخالف ہے لہذا باطل ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ ومن ورائہم برزخ الی یوم یبعثون ایضاً وحرام علی قریۃ اہلکناہا انہم لایرجعون وغیر ذلک من الایات الکثیرۃ - ذکر ابراء اکمہ وابرص - ابراء اکمہ وابرص مین کس کو کلام ہے ہان البتہ اکمہ لغت مین شب کور کو بھی کہتے ہین چنانچہ کتب لغات مین لکھا ہے کمہ یکمہ کمہا عمی وصار اعشے فہو اکمہ . . . . یعنی جسکو مرض رتوندہ ہو جاوے اسکو اکمہ کہتے ہین چونکہ مادرزاد اندھے کا بینا ہونا خلاف قانون قدرت اور سنت اللہ کے ہے لہذا معنی اکمہ کے بموجب لغت کے شب کور کے ہین چونکہ زبانہ عیسوی مین کیا کلام ہو سکتا ہے ذکر ناقۃ اللہ ناقۃ اللہ کا کون انکار کرتا ہے اسکا تذکرہ قرآن مجید مین متعدد جگہ موجود ہے ہان البتہ کلام الہی سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ وہ ناقۃ اللہ کسی خاص پتھر مین سے برآمد ہوئی ہو آگے رہا اسکا معجزہ ہونا تو وہ ناقہ کیا اس طرح آیت الہی نہین ہو سکتی جس طرح پر خود جناب الہی نے اسکو آیت فرمایا ہے - قال ہذہ ناقۃ لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم ولاتمسوہا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم -

حاصل آیت کا یہ ہے کہ جب قوم صالح نے حضرت صالح سے نشان انکے صدق کا طلب کیا تو انہون نے فرمایا کہ یہ ناقہ میرے صدق کا نشان اس طرح پر ہے کہ تمکو اس کی رعایت کرنی واجب ہے اور وہ رعایت یہ ہے کہ ایک وقت خاص مین پانی چارہ اس ناقہ کے لیئے مقرر کیا گیا اور دوسرے وقت معین مین تمہارے جانورونکے لیئے لہذا اس تعین و تقرر مین کسی طرحکا تغیر و تبدیل نہونے پاوے اور کسی طرح سے کوئی شر اور بدی اسکو نہ پہونچاؤ اگر ایسا کروگے

تو تم پر عذاب الہی نازل ہوگا پس یہی نشان میرے صدق دعوے رسالت کا ہے - اس معنی صحیح اور متبادر لینے کی ضرورت اس لیے ہے کہ اگر وہ ناقہ ان کے روبرو کسی خاص پتھر مین سے پتھر شق ہوکر برآمد ہوتی تو قوم صالح ایسے خرق عادت خلاف سنت اللہ کو دیکھکر اس ناقہ کو کیونکر ہلاک کرتے بلکہ اس قوم کے عوام تو اس پرستش کرنے لگتے حتی کہ خواص بھی اس کی تعظیم و تکریم ضرور کرتے لیکن سب کو معلوم ہے کہ انہون نے بجائے تعظیم و تکریم کے اسکو قتل کر ڈالا کما قال اللہ تعالے فعقروہا فاصبحوا نادمین فاخذہم العذاب

ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرہم

مومنین - اب اس آیت مین نظر کرو کہ اللہ تعالے نے عذاب کے نازل ہونے کو آیت قرار دیا ہے نہ اوس ناقہ کے پتھر مین برآمد ہونے کو جو عوام کا مزعوم ہے اور پھر چونکہ پہاڑ و نیز اور یا جنگلوں مین اکثر قبیلہ اناث بری رہا کرتے ہین اگر وہ ناقہ حضرت صالح کو پہاڑ مین سے دستیاب ہو گئی ہو اور پھر بڑے سے ایلی ہو گئی ہو تو یہ بھی ایک احتمال قوی ہے لیکن پتھر شق ہوکر اس مین سے ایک اوٹنی عظیم الجثہ کا نکلنا قرآن مجید یا سنت صحیحہ مین کہان پر مذکور ہے جو مزعوم عوام کا ہے اور اس ہمارے بیان کی تائید مین وہ آیت بھی ہے جس مین صرف ارسال ناقہ بیان فرمایا گیا ہے نہ پتھر مین سے برآمد ہونا کما قال اللہ تعالے انا مرسلوا الناقۃ فتنۃ لہم فارتقبہم واصطبر آخر آیت تک غور کرو کہ اس آیت مین لفظ ارسال ماخذ ہے اور علاوہ اسکے لفظ فتنہ موجود ہے اگر وہ ناقہ حسب مزعوم عوام پتھر شق ہوکر برآمد ہوئے ہوتے تو مرسلو کیونکر فرمایا جاتا بلکہ یون کہا جاتا

انا شققنا الصخر فاخرجنا منہ الناقۃ اور پھر لفظ فتنہ کیون ارشاد ہوتا کیونکہ فتنہ تو امور نظریات مین واقع ہو سکتا ہے نہ بدیہیات مین علاوہ برین یہ بھی فرمایا کہ اے صالح تم منتظر رہو اور صبر کرو پس اگر وہ ناقہ پتھر مین سے شق ہو کر برآمد ہوئی ہوتی تو قوم حضور اسکو تسلیم کر لیتی پھر انتظار کس امر کا باقی رہتا ان تمام الفاظ اور سیاق و سباق آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناقہ باعتبار تضمن پیشین گوئی ہی کے نشان اور آیت تھی لہذا اسکے آیت ہونے مین اب کیا کلام ہے کیونکہ جو پیشین گوئی اس کی اسارت پر کی گئی تھی وہ ہو بہو واقع ہو گئی۔

تذکرہ نار ابراہیم۔ حضرت ابراہیم کو جو آگ سے نجات دی گئی اس مین کون کلام کر سکتا ہے ہان اب نظر کرنا چاہیئے طریقہ نجات پر امر حضرت ابراہیم پر اسکا برد و سلام ہو جانا کیونکر واقع ہوا پس ہم قرآن مجید مین جب نظر کرتے ہین تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور لوط بسبب ہجرت کرنے کے طرف ملک شام کی اس آگ سے نجات دی گئی ہے کما قال اللہ تعالے واراد و بہ کیدا فجعلنا ہم الاخسرین ونجیناہ ولوطا الی الارض التی بارکنا فیہا للعالمین۔ حاصل اس آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے لیے مخالفین نے جو جو مکر اور کید انکے آگ مین جلانے کے لیئے کیئے تھے ہم نے انکے ان تمام کیدوں کو اسطرح باطل کر دیا کہ زمین مبارک کیطرف معہ حضرت لوط کے ان کو پہونچا دیا اور انکے دشمنون کو ناکام اور خائب و خاسر کیا اور ایسا ہی قصہ ہجرت کا آنحضرت صلعم کے لیے پیش آیا ہے لہذا اب غور کرو کہ کفار مکہ نے جب آنحضرت صلعم کے قتل وغیرہ کے لیے اپنے منصوبے مطمم کر لیئے تو اللہ تعالے نے آنحضرت صلعم کو ابھی بذریعہ ہجرت کے معہ یار غار حضرت ابوبکر صدیق کے انکے منصوبون قتل سے نجات عطا فرمائی یہ دونون قصے بیان مین کسقدر متشابہ البیان ہین یعنے جسطرح پر اس جگہ لفظ کید ہے حضرت صلعم کے لیے مشتقات لفظ مکر کے موجود ہین کما قال تعالے و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین اور پھر دیکھو کہ قصہ ہجرت حضرت ابراہیم مین دوسری جگہ پر یون فرمایا گیا ہے کہ قال سلام علیک سأستغفر لک ربی انہ کان بی حفیا و اعتزلکم و ما تدعون من دون اللہ و ادعو ربی عسے الا اکون بدعاء ربی شقیا غور کرو الفاظ سلام علیک اور اعتزلکم و ما تدعون مین جو صریح ہجرت پر دلالت کر رہی ہین۔ ادھر آنحضرت صلعم کے لئے انھین ہما ملتون کیو جسے فرمایا گیا ہے کہ واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا اور قصہ نجات ابراہیم آنحضرت صلعم کو اس لئے سنایا گیا ہے کہ جسطرح ہمنے ابراہیم کو نجات دی تھی اوسیطرح تیرے منصوبون قتل کفار سے ہم تم کو بھی نجات دینگے کما قال تعالے و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر اللہ و اللہ خیر الماکرین ہان آنحضرت صلعم کے لئے یہ امر حضرت ابراہیم سے بھی مزید واقع ہوا ہے کہ جس شہر یعنی مکہ سے نکالے گئے تھے اوس مین بڑی شوکت اور جلال کے ساتھ پھر داخل ہوئے جیسا آپ نے لکھا ہے کہ ان الذی فرض علیک القران لرادک الی معاد اور جب تورات پر نظر کیجاتی ہے تو اس سے بھی حضرت ابراہیم کی ہجرت ہی ثابت ہوتی ہے فصار ہذا التفسیر نور علی نور تذکرہ شق القمر اور شق القمر کو کون تسلیم نہیں کرتا بلکہ حضرت اقدس نے سرمہ چشم آریہ ایک رسالہ ضخیم اسی باب مین تصنیف فرمایا ہے پس آپ کیونکر کہہ سکتے ہین کہ حضرت اقدس نے ان سب معجزات کو اڑا دیا ان ہذا لشئے عجاب اور دیکھو بیان شق القمر کا مسک العارف مین اور جو آیات ذیل آپ نے تحریر فرمائی ہین یعنے نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا اور والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنۃ اور ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ وغیرہ وہ سب بہ سبب متضمن ہونے مضمون پیشین گوئی کے ضرور معجزہ عظیم الشان ہین کیونکہ اسی طرح پر مضمون ان کا واقع ہوا اگرچہ یہ معجزات بھی نظری ہی ہین بدیہی نہین ہین کیونکہ مخالف معاند اور ظالم کہہ سکتا ہے کہ لڑائی مین فریقین مین سے کوئی فریق غالب ہو ہی جاتا ہے اور یہ امور اتفاقیات مین سے ہین خود قرآن مجید مین مذکور ہے۔ کہ تلک الایام نداولہا بین الناس لیکن جبکہ ان پیشین گوئیون پر انصاف سے نظر کیجاوے تو ضرور بالضرور صدق دعوے مدعی رسالت کا اونکے وقوع سے ثابت ہوگا لہذا آپ کو بھی ضروری ہے کہ اس مسیح موعود کے خوارق یا پیشین گوئیونکو علے منہاج النبوۃ تصدیق فرما کر تسلیم فرماوین وما علینا الا البلاغ المبین۔

سوال دوم۔ آپ مجھے کوئی آیت دکھلاوین تو مین آپ پر بلا تأمل ایمان لے آؤن اور اگر آپ کے پاس کوئی بھی آیت نہین ہے تو کیا ارحم الراحمین کے آگے یہ ہمارا عذر نہین ہو سکتا۔

الجواب۔ آپ تو ایک آیت طلب کرتے ہین یہان تو صدہا آیات موجود ہو چکی ہین۔ کیا لیکھرام کا قصہ ایک آیت عظیم الشان نہین ہے یا آتھم کے وہ سوانح جو اسکو بعد پیشگوئی کے پیش آئی اور پھر موافق شرط پہلی پیشگوئی کے چندے مہلت پاکر پھر میعاد پیشین گوئی دوم مین بسبب عدم اظہار حق کے ہاویہ حقیقی مین داخل ہو گیا کیا یہ سب اسکے حالات نشان نہین ہین اور کیا اجتماع خسوف و کسوف ماہ رمضان سنہ ۱۳۱۱ھ . . . کا ایک بینہ ثبوت دعوے مہدی موعود کا نہین ہے لہذا آپ سائل

اور کتب مصنفہ فن ہذا ملاحظہ فرماوین اس خط مختصر مین تمام نشانات کے لکھنے کی کب گنجایش ہے ہان ان نشانات کا مطالعہ اور ملاحظہ علی منہاج النبوت ہونا ضروری ہے اور پھر بیا نیر تو بطفیل حضرت خاتم النبیین صلعم کے اسقدر نشانات کا مجموعہ ہوگیا ہے کہ پہلے انبیاؤن مین بھی اسقدر مجموعہ آیات نہین پایا جاتا پھر فرمائے کہ درصورت تکذیب کے آپ اس ارحم الراحمین کے روبرو کونسا عذر پیش کر سکتے ہین۔

سوال سوم۔ واقعات مین سے طاعون کو بلا وجہ آپنے ایک نشان اپنا قرار دے لیا ہے حالانکہ طاعون ہانگ کانگ اور کانٹن سے شروع ہوکر کراچی پونا الہ آباد وغیرہ ہوتا ہوا پنجاب مین پہونچا ہے اگر یہ نشان آپ کے لیے تھا تو سب سے اول ہانگ کانگ پر کیون نازل ہوا الجواب اگر طاعون کی چال دنیا مین اس شان مذکورہ سے واقع نہ ہوتی تو حسب مضمون پیشین گوئی کے واقع نہ ہوتا اور پھر اوس کے نشان ہونے مین کسیقدر فرق آجاتا اور خلاف سنت اللہ کے ہوتا اوس کے علاوہ ہی دیکھو فرعون آخر مین ہلاک ہوا یا اول مین ابوجہل وغیرہ سردار سرکش بالآخر ہلاک ہوگئے یا سب سے اول اسی واسطے والعاقبۃ للمتقین فرمایا گیا ہے جسکا مفہوم مخالف یہی ہے کہ مکذبین بالآخر ہلاک ہوتے ہین پھر دیکھو طاعون کی نسبت جو پیشین گوئی ہے سنریہم آیاتنا فی الآفاق و فی انفسہم یعنی ہم اون کو نشان طاعون اول دور دور کے ملکون مین دکھاوینگے اور پھر خود اونہین کے نفسون مین ہمارے نشان ظاہر ہونگے اور پھر دیکھو دوسرا الہام اناناتی الارض ننقصہا من اطرافہا یعنی ہم آوینگے ان کی زمین مین اس طرح پر کہ اول اول زمین کی اطراف سے اہل زمین کو گھٹانا شروع کرینگے۔ پس یہ چال طاعون کی حسب منشا الہام کے

اور ابھی کیا ہوا ہے ہنوز دلی دور ہے کیونکہ ابھی تو وہ وقت بھی آنیوالا ہے جس مین ایک خلقت یکبار اٹھے گی کہ یا مسیح الخلق عدوانا اور یہ جو گالیان ابتک دی جاتی ہین وہ سب نیست و نابود ہو جاوینگے جیسا کہ الہام ذیل بھی اس کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ کذلک مننا علی یوسف لنصرف عنہ السوء والفحشا۔ اور

یا ولی اللہ کنت لا اعرفک وغیرہ وغیرہ۔ اب گذارش یہ ہے کہ حضرت اقدس نے ہزارہا اشتہار نسبت طاعون کے قبل از وقت من ابتدائے اشاعت براہین الی ہذا الایام السنہ مختلفہ عربی فارسی اردو پشتو مین شایع فرمائے ہیں اور اسی اشاعت کے بموجب دنیا مین طاعون واقع ہوا تو پھر فرمائیے کہ نشان صدق ہوا یا نہین۔

بشق ثانی۔ تمام نبوتین نعوذ باللہ باطل ہو جاوینگی اور اگر آپ اس طاعون کو کسی اور مجدد کے لیے نشان قرار دیوین تو آپ اسیقدر ہی کوشش کرین۔ کہ اس قرن مین جو لوگ مدعی الہام اور کشف کے ہین ان مین سے کسی کو حضرت اقدس کے مقابلہ مین کھڑا کر کر ایک اس قسم کا الہام شایع کرا دیوین جیسا کہ حضرت اقدس نے شایع کیا ہے کہ انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لہلک المقام اور آپ جو آیت رحمت کی طلب فرماتے ہین کیا یہ الہام آخری آیت رحمت نہین ہے اللہ تعالے سے خوف کرنے والے کے نزدیک یہانپر تو آیت عذاب بھی موجود ہے اور آیت رحمت بھی ہان علی منہاج النبوت تسلیم کرو تو سب کچھ موجود ہے ورنہ آپ اکثر انبیا کا اقوال اعجاز اثر آل قران مجید سے سن چکے ہین والحمد للہ

سوال چہارم۔ جو لوگ غلطی سے حضرت عیسے کو زندہ مانتے ہین اونہین بھی مین مسلمان ہی مانتا ہون کیونکہ وے اس غلطی مین سلف ہی کے پیرو ہین الجواب اے محب مکرم خلف موجودہ کا قیاس کرنا سلف پر نہین ہوسکتا کہ وہ تو معذور تھے کیونکہ تفاصیل جزئیہ کسی پیشین گوئی کا علم قبل از وقوع دیا جانا ضروری نہین ہے دیکھو شواہد عشرہ اعلام الناس حصہ اول کو لیکن جبکہ وہ پیشین گوئی وقوع مین آگئی اور صدق اسکا ہر شش جہت سے ثابت ہوگیا آسمان نے بھی اجتماع خسوف کسوف وغیرہ سے گواہی دی اور زمین نے بھی اجرائے ریلوے اور شیوع طاعون وغیرہ سے شہادت دی معہذا ظالم طبع لوگ اپنی شرارت اور سب و شتم اور تکذیب آیات اللہ سے باز نہین آتے تو پھر یہ مخالفین کیونکر عند اللہ معذور ہو سکتے ہین اے حضرت ابتو وہ وقت آگیا ہے کہ نظارہ لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ کا انشاء اللہ ہر ایک اہل بصیرت کو مشاہدہ ہو جاوے گا سوال پنجم سے

کی بود در قادیان دعوی کجا
باب لدو جانب شرقی کجا

الجواب اس سوال سے مجھکو بہ نسبت آپ کی بڑا تعجب پیدا ہوا ہے کیونکہ مدت ہوئی کہ قادیان کا شرقی دمشق کے ہونا ہم اپنے رسائل اعلام الناس و مسک العارف وغیرہ مین از روے علوم جغرافیہ وغیرہ کے ثابت کر چکے ہین اگر آپکو اس مین کچھ شبہ پیدا ہوا تھا تو نقشہ کلاں ایشیا وغیرہ کا ملاحظہ فرما لیا ہوتا تب آپکو ثابت ہو جاتا کہ قادیان عین جانب شرقی دمشق کے واقع ہوا ہے آگے رہا باب لد سو گو بحکم ہم اپنے رسائل مین صحیح بخاری وغیرہ سے ثابت کر چکے ہین کہ احوال دجال وغیرہ آنحضرت صلعم کو رویا مین منکشف ہوے ہین اور علم تعبیر رویا کا لغت

مثل تعطیر الانام وغیرہ کے وہ ہے جیسے حضرت
یوسف نے بطور شکریہ کے عرض کیا ہے
کہ علمتنی من تاویل الاحادیث لہذا باب لد
کا مفہوم ایک نہایت لطیف استعارہ
ہے جس مین عجیب وغریب نکات بھرے
ہوئے ہین یہان پر مختصراً لکھا جاتا ہے
واضح ہو کہ باب مدینۃ العلم احادیث
مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے
استعمال ہوا ہے اور حضرت اقدس کو
حضرت علی کی صفات کے ساتھ نہایت
درجہ کی مناسبت اور مماثلت ہے حتی کہ
کہ آپ کا ایک نام اسمار الہامیہ مین سے
علی بھی ہے دیکھو الہام مندرجہ آئینہ کمالات
کو یا علی دعہم وانصارہم وزراعتہم پس
جبکہ یہ مہدی ومسیح موعود مثیل علی کے
بھی ہوئے تو حضرت اقدس کا باب
مدینہ علم ہونا بھی ثابت ہو گیا اور جس طرح
پر علم قرآن خصوصاً حقایق قرآنیہ و دقایق لدنیہ
سورہ فاتحہ کے حضرت علی کو دیئے گئے
تھے کما قال علی کرم اللہ وجہہ لو شئت
لاوقرت سبعین بعیرا من تفسیر فاتحہ
الکتاب مگر چونکہ اسوقت مین ان علوم
کے نزول کی ضرورت نہ تھی لہذا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے ان کو تدوین کر کر
شایع نہین فرمایا لیکن اس قرن مین
چونکہ صدہا علوم وفنون ارضیہ دنیا مین
شایع ہو رہے ہین لہذا اوسیطرح پر علوم قرآن خصوصاً سورہ فاتحہ
کے شیوع کی اب سخت ضرورت تھی
سو اس مسیح موعود نے مکرر سہ کرر معارف قرآن
اور حقایق سورہ فاتحہ کے جو لم یطمثہن
انس قبلہم ولا جان کے مصداق ہین
شایع کئے ہین اور یہ سب تفاسیر متحدیانہ
ہین جنکے ساتھ ہزارہا روپیون کا
اشتہار بھی مقابل مین لکھنے والونکے
لیے مشتہر کیا گیا ہے خلاصہ مقال یہ
ہے کہ جب حضرت اقدس باب مدینۃ العلم
ثابت ہو گئے تو اونکا مخالف اور مقابل قوم لد
ٹھہرا جنکے پاس سوا جھگڑے بلا دلیل اور مکر
اور فریب کے اور کچھ بھی نہو کیونکہ علم کے مخالف اور
مضاد سوا جہل وضلالت کے اور کیا
ہو سکتا ہے وماذا بعد الحق الا الضلال اور
قرآن مجید مین بھی اس قوم صلیبی کو قوماً لدّاً فرمایا
گیا ہے آگے رہا باب لد سو چونکہ اس قوم لد کی
ہلاکت کے ظہور وشیوع کا ابتدا جنگ مقدس سے شروع
ہوا ہے جسکا بانی مبانی ڈاکٹر مارٹن کلارک
تھا لہذا ڈاکٹر مذکور ایک پہلا نمونہ ومظہر عالم
شہادت مین باب لد کا ٹھیرا کیونکہ باب سے ہی آغاز
ہر ایک دار یا شہر کا ہوا کرتا ہے اور اتہم جو تمام
دجاجلہ کیطرف سے وکیل مقرر ہوا تھا وہ پہلا نمونہ
دجال کا قرار پایا اور جنگ مقدس جو واقع
ہوئی وہ عالم شہادت مین اون تمام جنگونکا
پہلا نمونہ ومظہر ہے جو آئیندہ دجال سے
واقع ہوئیں یا ہونگی کیونکہ اصلی دجال نام
تمام مذہب صلیبی مجموعہ کا ہے جس مین سواء
دجل اور مکر اور فریب کے اور کچھ بھی نہیں
پس جس طرح جنگ مقدس مین ایک نمونہ ومظہر
دجال کا یعنے اتہم عالم شہادت مین باب لد
کے پاس جو ڈاکٹر مارٹین کلارک اوسکا مظہر
ہے مسیح موعود کی دعا سے مقتول ہوا اسی
طرح پر تمام مذہب باطلہ صلیب پرستی کا جو اصلی
دجال ہے باب لد کے نزدیک جو قوم پادریان
ہے مسیح موعود کے ہاتھ سے نیست ونابود ہو
جاویگا گویا جنگ مقدس ایک فوٹو عالم شہادت
مین کھینچا گیا ہے واسطے اس ہلاکت دجال کے
یعنے مذہب صلیبی کے جو آئیندہ اوس کے لئے
مسیح موعود کے ہاتھ سے مقدر ہے پس اس
حدیث کے سمجھنے کیواسطے یہ امور ذیل یاد
رکھنے چاہئیں کہ دجال تو مذہب صلیبی کا مجموعہ
ہے اور قتل اوسکا بالآخر ہلاک ہو جانا ہے
مسیح موعود کے ہاتھ سے اور باب لد قوم پادریان
ہے جنکے پاس سوا جھگڑے بے سود اور مکر
وفریب کے اور کچھ بھی نہیں ہے ... اور جنگ مقدس
عالم شہادت مین ایک نمونہ یعنی مظہر قایم کیا گیا ہے
واسطے آئیندہ فتوح اسلام اور لطف یہ ہے کہ خود
مخالفین کیطرف سے اس اول مناظرہ کا نام
جنگ مقدس اللہ تعالےٰ نے رکھوایا ہے کیونکہ
اوسمین ایک نمونہ اور مظہر دجال کا دعاے
مسیح موعود سے مقتول ہوا ہے اور چونکہ یہ اسلام
کی جنگ آخری ہے مذہب صلیبی کیساتھ لہذا
بحکم پیشین گوئی مخبر صادق کے جو یکسر الصلیب
یقتل الخنزیر ہے اس مقابلہ مین مذہب صلیبی
کا خاتمہ ہو کر مذہب صلیبی نیست ونابود یعنی
ہلاک ہو جاویگا کما قال تعالےٰ لیہلک من
ہلک عن بینۃ ویحیی من حیی عن بینہ لہذا
بخدمت مبارک اہل اسلام کے نہایت التجا
کیساتھ عرض ہے کہ اس جنگ مین آپ صاحبان
عیسائیوں کیساتھ شریک نہ ہووین اور اونکی
تائید نکرین ورنہ آپ جانتے ہین کہ گیہوں
کیساتھ گھن بھی پس جایا کرتا ہے اور آپ اپنی
اوس شعر مذکورہ سوال کی اصلاح اس طرح
پر فرما لیجیے

قادیان چون مہبط وحی خداست
باب لد ہم جانب شرقی بجاست

(باقی آئندہ)

کتبہ السید محمد احسن عفی عنہ امروہی محررہ ۵ جون ۱۹۰۲ء

بیعت

عبدالکریم رنگریز ملتان بابو ڈیرہ
محمد علی ننگل گورداسپور بٹالہ
عبدالعزیز صاحب بالسو شیوالہ
عبدالحق صاحب پٹواری حلقہ چونگ ریاست پٹیالہ
اہلیہ ثانیہ ضامن علی صاحب کپورتھلہ
برہان بخش صاحب نمبردار فروزوالہ گوجرانوالہ
محمد ہاشم صاحب " "
عبداللہ کتب فروش مالیر کوٹلہ
عتیق الرحمن موکل فیروزپور
عبدالقادر صاحب صدر بازار چھاونی میانمیر
محلہ فراشان
حبیب الرحمن موکل ضلع فیروزپور
چودہری سکندر صاحب رجوعہ گجرات
خدابخش ایضاً "
حسن محمد ایضاً "
جان محمد ایضاً "
غلام محمد ایضاً "
خنجر ایضاً "
خوشی محمد ایضاً "
شاہ محمد ایضاً "

(حکیم الامت) اسے مشرف با سلام کریں چنانچہ مولوی صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں اسلام کی تلقین کی *

اسلام کیا چیز ہے؟ تین باتوں کا نام ہے اول جس نے پیدا کیا اور جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے اس کو ایک مانا جاوے اس کے سوا کسی کو سجدہ کیا جاوے نہ اس کے نام کے سوا کسی کا روزہ رکھا جاوے اور نہ اُس کے نام کے سوا کسی جانور کو ذبح کیا جاوے کیونکہ جانوروں کا مالک وہی ہے اور نہ اس کے سوا کسی کا روزہ رکھا جاوے اور نہ اس کے سوا کسی کا طواف کیا جاوے اور کوئی خوف اور امید اس کے سوا کسی کا نہ کیا جاوے یہ تو لا الہ الا اللہ کے معنے ہیں۔

ساری دکھ ساری سکھ سارے آرام اور ضرورتوں کا پورا کرنا اسی کے اختیار میں ہے اسی کے حضور عرض کرنا چاہیئے ان باتوں کو جب سچے دل سے مان لیں تو اُس کا نام اسلام ہے اس کے لئے کسی ظاہری رسم اور اصطباغ (پونہل) کی ضرورت نہیں ہے *

دوسرا زینہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا نبی مانا جاوے وہ اس لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے کہ خدا تعالیٰ ہی کی عظمت اور تعریف اور استتی کریں اور لوگوں کو بھی سکھائیں اس لئے دوسرا جزو اسلام کا

محمد رسول اللہ ہے

رسول کے معنے ہیں اللہ کا بھیجا ہوا۔

تیسری بات اسلام کی یہ ہے کہ سب مخلوق کو سکھ پہنچانے کی کوشش کریں یہ تو منہ سے کہنے اور ماننے کی باتیں ہیں اور پھر یہ بھی ماننا چاہیئے کہ خدا کے فرشتے حق ہیں۔ نبیوں اور کتابوں پر ایمان لائے اور ساتھ اس کے یہ بھی جو کریں گے اس کا بدلہ پائیں گے اس کو جزا سزا کہتے ہیں۔ ان باتوں کے ماننے کے بعد ضروری ہے کہ مسلمان نماز پڑھے اور روزہ کے دن ہوں تو روزہ رکھے۔ جب ۵۲ روپے ہوں تو چالیسواں حصہ زکوٰۃ کے طور پر غریبوں اور مسکینوں کی مدد کے لئے دے۔ پھر اور طاقت ہو تو مکہ معظمہ جا کر خدا کی بندگی کرے اصل اسلام دل سے مان لینے کا نام ہے جو سچے دل سے مان لیگا اور عمل بھی اس کے مطابق کریگا پس تم دل سے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مان

لو اس کے لئے نہ کسی رسم کی ضرورت ہے اور نہ کچھ اور البتہ نہا لینا چاہیئے۔ اس لئے کہ دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ جیسے تو جسم کو ہم دہوتے ہیں اندر سے تو دہو دے۔ اور کپڑے بدل لے اس لئے کہ اب سستی نہیں کروں گا۔ اس کے بعد اس کا نام حضرۃ اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تجویز کے موافق **عبد اللہ** رکھا گیا *

(۳) حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کتاب اہل مصر اور دیگر ممالک بلاد اسلامیہ کے لئے لکھی ہے وہ چھپ کر شائع ہو گئی اس کا نام

الہدیٰ و تبصرۃ لمن یریٰ
رکھا گیا *

مفتری خلیفۃ المسیح

آپکے اخبار الحکم کے پچھلے پرچہ میں مولوی فضل حق کے متعلق ایک مضمون مباحثہ کا جو مردان میں ہوا چھپا تھا۔ مولوی فضل حق چند ماہ تک ایبٹ آباد رہے ہیں اور مجھے ان سے اچھی طرح ذاتی واقفیت ہے جب انہوں نے دعویٰ خلیفۃ المسیح ہونیکا کیا تو میں نے اور میرے بہت سے دوستوں نے اس طرف توجہ ہی نہیں کی اور جناب میرزا صاحب مسیح الزمان کے مقابلہ میں ان کو کیا نسبت۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

لیکن آپکے اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ اب انہوں نے مختلف جگہ جا کر شور و غوغا شروع کر دیا۔ اس لئے میں ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپکو اس بات سے اطلاع دوں کہ مولوی فضل حق ایک معمولی معلومات کا آدمی ہے۔ چنانچہ میں نے بھی اُسے بعد اس کے الفاظ شیطانی کے کہا کہ پہلے تم حضرت مسیح کی حیات و ممات کے بارے میں مجھ سے گفتگو کرو۔ لیکن میرے سامنے اس نے اس معاملہ میں گفتگو کرنے سے انکار کیا۔ جہاں تک میں انکی بابت رائے قائم کر سکا تھا وہ یہ تھی کہ وہ علمی مباحثات سے کوسوں بھاگتا ہے اور ان کے پرائیویٹ حالات جو مجھکو معلوم تھے اور اب تک معلوم ہیں وہ محض ایک ادنیٰ درجہ کا دنیادار آدمی ہے اور محض دنیا کمانے کی غرض سے جال پھیلایا ہے۔ لیکن خدا کی شان کو ملاحظہ فرماویں۔ کہ چونکہ اس نے افترا باندھا اور بعد اس کے کہ میں نے اس کو اچھی طرح سے حضرت میرزا صاحب کے دعاوی کی تبلیغ بھی کر دی تھی اور اس کو بھی حضرت میرزا صاحب کے دعاوی و مشن سے پوری واقفیت ہو چکی تھی اس پر بھی اُس نے کتمان حق کیا اور محض دنیا کی سفلی زندگی اور آرام و آسائش کی خاطر ایک بڑا بھاری بہتان کھڑا کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانان ایبٹ آباد جنکو اگرچہ میرزا صاحب کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی نہیں تھی اس سے بیزار اور متنفر ہو گئے اور اس کو جھوٹا اور مفتری خیال کرنے لگے اور بالآخر اس کو اول تو جناب شہزادہ صاحب سید عبد الملک صاحب نے اپنی مسجد سے الگ کر دیا جہاں سے اس کو دس روپیہ ماہوار ملتے تھے اور بعد ازاں مجلس اسلامیہ ہزارہ نے اس کو اپنی مجلس سے الگ کر دیا جہاں اس کو ۸ روپیہ وعظ کے لئے تنخواہ ملتی ہے گویا اب اس کو ایبٹ آباد کی مجلس اسلامیہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ اب مولوی فضل حق کی گذران جیسی کہ عام ملاؤں کی ہوتی ہے ہے۔ اور جس مدعا کے لئے بیچارہ نے جال پھیلایا تھا اور اس میں چند ایک اشخاص کو اپنی مدد کے لئے شامل بھی کرنا چاہا تھا بالآخر اس میں ناکامیاب رہ گیا *

مولوی فضل حق میں باوجود ان تمام امور کے ایک خاص ذاتی خوبی ہے خواہ اس کو خوبی

تصور کرین۔ یا عیب۔ کہ جس قسم کی مجلس ہوتی ہے اسی قسم کا آپ پہلو بدل لیتے ہین اور کسی خاص اصول کی پابندی ذات شریف مین نہین ہے +

علاوہ ازین جس قسم کا فتوی کسیکو درکار ہو مولویصاحب نہایت عمدگی سے دیسکتے ہین چنانچہ ایک دفعہ ایک بڑی مجلس مین جبکہ مختلف خیالات کے مسلمان جن مین اچھے اچھے شریف خیالات والے بھی شامل تھے کسی بات پر آپنے ارشاد فرمایا کہ ہمارے مذہب مین کسی ہندو کا مال غصب کرکے یا چور اگر غرضیکہ جسطرح مل سکے کہانا جائز ہے اور اسی بنا پر ہندوؤن سے رشوت لینی بھی درست ہے بلکہ یہان تک کہدیا کہ اگر کسی ہندو کی عورت ملے تو اس سے بدفعلی کرلینی بھی جائز ہے اور کوئی گناہ نہین۔

اس بات کے شاید میرے بہت سے دوست و مسلمانان ایبٹ آباد مین سے دیگر اشخاص جو اس جلسہ مین شامل تھے گواہ ہین پس ایسے شخص کے مقابلہ مین کسی احمدی بھائی کا آنا بھی درست نہین +

باقی جو وہ نشانات کے متعلق کہتا ہے یہ سراسر کذب ہے۔ اسکے پاس کوئی نشان نہین ہے اور خدائے غیور ایسے شخص کو ہرگز ہرگز کوئی نشان نہین دیتا جو برے خیالات کا ہو۔ اور جسکا دل دنیا کی خباثتون سے پر ہو۔ جہان تک مجھے اس کے خیالات و حالات معلوم ہین مین کہہ سکتا ہون کہ ان باتون سے اس کا یہ منشاء ہے کہ عوام مسلمان جو جناب میرزا صاحب کے مخالف ہین وہ میری ان باتون مین آکر میرے مؤید ہو جاوینگے اور اسطرح پر میرا سلسلہ روزی خاطر و خدمت بہت وسیع ہو جائیگا۔ لیکن خدا ایسے شخص کی جلدی پردہ دری کرتا ہے اور وہ ہرگز اپنے مدعا مین کامیاب نہین ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے +

خاص ایبٹ آباد مین جو مولوی فضل حق کی خفت ہوتی ہے وہ ادنی درجہ پر اسی پر ظاہر ہے کہ اکثر لوگ اس کو برے برے نام سے یاد کرتے ہین اور نام تک نہیں لیتے۔ جیسے مولوی گھڑیال یا مولوی لم مواڑھیا۔ اگرچہ مین ایسے نام کسی شخص کے رکھنا پسند نہین کرتا اور تہذیب کے بالکل مخالف ہے لیکن اس سے کم سے کم یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ عام آدمیون مین بھی اس کی ایبٹ آباد مین عزت نہین ہوئی اور اس دعوی خلافت مسیح کے بعد اس کو چند در چند خفتین اٹھانی پڑین۔ اور جھوٹا اور کاذب اور مفتری نام رکھوایا جن لوگون کو کہ حضرت میرزا صاحب کے ساتھ دلی عناد تھا اور جنکے دل سیاہ تھے جیسے جعفر زٹلی انھون نے اس کی قدر کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ خداوند غیور اس شخص کو کوئی نشان نہین دیتا یہ محض اس کی لاف و گزاف ہے +

مین اس شخص کی بابت جو محض اس سلسلہ کے ساتھ ملہی بغض رکھتا ہے ضروری خیال کرتا ہون کہ اس کا صاف صاف حال بیان کرون اور مین نے مختصر موٹے حالات بیان کئے ہین۔ پرائیویٹ حالات مولویصاحب موصوف کے جب تک وہ خود مجھے ظاہر کرنیکی اجازت ندین نہیں لکھ سکتا

آپکا خادم نور احمد پلیڈر

ایک مبارک تجویز

ذیل میں ہم اپنے محترم عزیز بھائی ڈاکٹر نعمت خانصاحب وٹرنری اسسٹنٹ کی ایک تجویز شائع کرتے ہین جو انہون نے سلسلہ عالیہ کے مقاصد اور اغراض کی اشاعت کے لئے عملی طور پر پیش کی ہے۔

ڈاکٹر صاحب اس سے پہلے مدرسہ تعلیم الاسلام کے والنٹیر ہین اور باقاعدہ اس کی امداد کیلئے چندہ جمع کرکے بھیجتے ہین ہمین شک نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی تجویز قابل قدر اور واجب العمل ہے اور اگر سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مخلص احباب نے اسپر عمل شروع کردیا جسکی بہت بڑی امید کی جاتی ہے تو اس سلسلہ کی اشاعت کے فنڈز کو بہت بڑی بھاری تقویت پہونچے گی اور جسقدر لوگ اس تجویز پر عمل کرینگے کچھ شک نہین کہ انکا ثواب ڈاکٹر صاحبکو الدال علی الخیر کفاعلہ کے موافق ضرور ملیگا اللہ تعالی ڈاکٹر صاحبکو اس کارخیر مین سبقت کرنیکی جزائے خیر دے اور انہین اس سے بڑھکر خدمت دین کا جوش عطا فرماوے آمین + ایڈیٹر

ایک مبارک تجویز

برادران فرقہ احمدیہ کی خدمت مین التماس

اے برادران فرقہ احمدیہ اللہ تعالی آپ پر اپنی رحمت نازل فرماوے اور دن بدن اس سے بھی زیادہ نیک کامون کے سرانجام کی توفیق بخشے یہ عاصی ایک تجویز آپ صاحبان کی خدمت مین پیش کرتا ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ اشاعت اسلام کا ہونا ضروریات سے ہے اور بلا کسی مستقل سرمایہ کے اسکا قائم رہنا مشکل اور اسکیلئے خیراتی حصص بڑہانیکی کوشش ضروری اس عاصی کے ناقص عقل مین یہ آیا ہے کہ اگر ہر ایک بھائی اس تجویز پر عمل درآمد کریگا تو اللہ تعالی کے فضل سے امید ہے کہ اس انجمن کو بہت سی تقویت پہونچیگی بلکہ اگر سب بھائی اسکی طرف توجہ فرماوینگے تو اللہ تعالی کے فضل و کرم سے اس انجمن کے سرمایہ تا قیامت رہیگا سو چونکہ حضرت اقدس کی خاص توجہ اس کی اشاعت کی طرف ہے اسواسطے امید ہے کہ اللہ تعالی ضرور اس کارخیر مین برکت ڈالیگا جو بھائی کہ ملازم پیشہ ہین انکو چاہئے کہ جب انکی ترقی تنخواہ ہو تو وہ اس اضافہ کو انجمن اسلام کے فنڈ مین دین اگر اللہ تعالی توفیق بخشے تو ایکسال تک وہ روپیہ جو پہلی تنخواہ سے اضافہ ہو وے اس روپے سے اس انجمن کے خیراتی حصص خرید کرے اگر سال بھر تک نہین دے سکتا تو ۶ ماہ تک دیوے اگر ۶ ماہ تک گنجائش نہیں دیکھتا تو ۳ ماہ تک اور اگر یہ بھی نہین دیکھتا تو ایکماہ کی اضافہ تنخواہ تو ضرور دے۔ اگر ہر ایک بھائی اسپر عمل درآمد کریگا تو امید ہے کہ انشاء اللہ تعالی تھوڑی ہی مدہ مین یہ انجمن ایک مستقل سرمایہ کی مالک ہوجائیگی۔ علاوہ ملازمت پیشہ بھائیون کے ان بھائیونکی خدمتمین بھی عرض ہے جو کہ سوداگر یا ٹھیکہ دار یا وکالت پیشہ یا دوکاندار ہین۔ وہ بھی اسطرف توجہ فرماوین۔ ان بھائیون کو چاہئے کہ جو کچھ سال بھر مین یا ۶ ماہ مین ہو یا ۳ ماہ مین یا ایکماہ مین نفع حاصل ہوا ہے اس مین سے کچھ نہ کچھ اس کار خیر مین دین اور اس رقم سے خیراتی حصص خرید فرماوین۔ اب چونکہ یکم اپریل سنہ ۱۹۰۲ سے اس عاصی کو (۱۰) روپیہ ترقی ہوئی ہے یعنی بجائے (۴۰) کے اللہ تعالی کے فضل سے (۵۰) ہو گئے ہین اس

محمد وب کا خط بنام مفتی محمد صادق

از مقام رور فورڈ ملک امریکہ مورخہ ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

مائی ڈیر برادر

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۲۲ فروری سنہ ۱۹۰۲ مجھے ابھی ملا ہے اور اسی پڑھکر مجھے بہت فرحت حاصل ہوئی ہے مجھو اس بات کا سنا تسکین بخش ہوا ہے کہ حضرت میرزا غلام احمد میری اُن کوششون مین دِل سے چسپی لیتے ہین جو کہ مین اسلام کی شاندار صداقتون کو یہان پھیلانے مین کر رہا ہون چونکہ میرا کام مشکل اور بعض دفعہ ناامید کرنیوالا ہے۔ اسواسطے یہ خبر پاکر مجھو فرحت حاصل ہوئی کہ حضرت میرزا صاحب اور آپ میری واسطے دعا مانگتے ہین جب مین ہندوستان گیا تو مجھے یقین تہا کہ ہماری مسلمان بہائی میری حتی الوسع مدد کرینگے میرے خیال مین یہ بات نہ آسکتی تہی کہ مسلمان کہلا کر کوئی شخص میری مخالفت کریگا اور میری کوششون مین روک ڈالیگا مین نے انکو صاف کہدیا تہا کہ بہت سے عیسائی میری مخالفت کرینگے اور مجھو ناکام کرنیکے لئے مجھو الزام لگائین گے اور ہر قسم کی مخالفت کرینگے جینے انہین سمجھایا تہا کہ ان عیسائیون کی باتونکو نہ سننا اور یہ سوچنا کہ ان کا مدعا کیا ہے۔ لیکن جونہی یہان کے عیسائیون کی مخالفت کی خبر ہند مین پہونچی وہان کے بے ایمان مسلمان میرے مخالف ہوگئے اور ہر طرح مجھے تکلیف پہنچانیکی کوشش کی۔ میرے ساتھ جو وعدے انہون نے کئے تھے اُن سبکو بہلا دیا اور اپنے اقرارون کو توڑنے کے لئے صرف بہانے کے طلبگار رہے۔ لیکن اب مجھو سمجھ آئی ہے کہ ان لوگون نے کیون ایسا کیا۔ دراصل بات یہ ہے کہ انکا مذہبی علم صرف سطحی ہے۔ سچائی کی روشنی انمین نہین پائی جاتی اور مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری انکے دلون مین نہین ہے خدائے قادر مطلق جانتا تہا کہ میری لئے کس امر مین بہتری ہے اور اس نے وہی کیا جو میرے لئے بہتر تہا۔ غالباً میرے لئے یہ امر مفید نہ تہا کہ وہ لوگ میرے ساتھ وفاداری کا تعلق قائم رکھتے اگر وہ اپنے وعدون کو پورا کرتے اور میرے ساتھ تعلقات قائم رکھتے تو باوجود میری کوششون کے یہان بھی اسلام کی ایک ایسی ہی بگڑی ہوئی شکل قائم ہوجاتی جیسی کہ ان لوگون مین ہے

مجھے ابھی ایک نو مسلم کا خط ملا ہے جس کی بابت مین خیال کرتا ہون کہ وہ اسلام کے لئے کار آمد ہوگا اسکا نام جیمز ایل راجرز ہے وہ مدت تک پادری کا کام کرتا رہا ہے لیکن اُسے عیسائیت پر شک آنے لگے اور پھر اس مذہب کو چھوڑنے کا ارادہ کیا۔ اس نے میری ایک تقریر پڑھی تہی جس سے اُسکا شوق اور بھی بڑہا۔ بعض اسلامی کتابین اس نے پڑہین اور سچائی کا نور اُس کے دل مین بیٹھ گیا اب اُس نے اپنے آپکو مسلمان مشہور کردیا ہے اور وہ زیادہ علم حاصل کرنیکا شوق رکھتا ہے۔ اس مین کچھ شک نہین کہ اس کے پہلے دوست اس کے مخالف ہوجائینگے لیکن اُسے اس بات کی کچھ پروا نہین وہ بڑا سرگرم معلوم ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے لئے بہت مفید کام کریگا مجھے یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ آپ اُسے خط لکھین اور کچھ کتابین بھیجکر اُسے فائدہ پہنچاوین اور میگزین بھیجو آپنے مجھے ارسال کئے تھے وہ سب مین تقسیم کرچکا اور میرے پاس سوائے اپنی کتابون کے اور کچھ نہین کہ مین بھیجون وہ اس ملک مین مجھ سے بہت دور رہتا ہے دو دفعہ مین اسے خط لکھ چکا ہون اور جہان تک مجھ سے ہوسکے گا مین اس کی مدد کرونگا +

مسٹر برون بھی ایک مسلمان ہے اور مین خیال کرتا ہون کہ اگر آپ اس کو بھی خط لکھین تو آپکے خطوط نتیجہ آور ہونگے اس ملک کے مسلمانون کو اس بات مین بڑی خوشی ہوتی ہے کہ ہند کے مسلمان بھائیون کے ساتھ خط وکتابت کرین کیونکہ اس سے دو ملکون کے بھائیون مین برادری کا تعلق پختہ ہوتا ہے۔ مین نے پہلے بھی کوشش کی تہی کہ ہند کے مسلمان اس امر کی طرف توجہ کرین مگر اُنہون نے کچھ پروا نہ کی امریکہ کے لوگ قدرتاً بجائے عرب یا روم کے اسلام کا منبع ہندوستان کو سمجھتے ہین اہل امریکہ بھی سمجھتے ہین کہ اسلام عرب مین پیدا ہوا تہا مگر اسلام کی تفہیم کے لئے انکی نظرین ہندوستان کی طرف اٹھ رہی ہین علاوہ ازین یہ بات بھی ہے کہ دوسرے مشرقی ممالک کی نسبت ہندوستان مین انگریزی خوان مسلمان زیادہ ہین اسواسطے انہین یہ بات خوش آتی ہے کہ کسی ہندوستانی بھائی کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ قائم رکھین اگر آپ پسند کرین تو بعض اہل امریکہ کے پتے آپ کو لکھ بھیجون گا +

مجھے اپنا پیارا بھائی حسن علی خوب یاد ہے اور وہ وقت مجھے یاد ہے جو کہ مین نے اس کی پسندیدہ صحبت مین گذارا اس نے اپنی سمجھ کے مطابق نیکی کی سعی کی لیکن میری طرح اس نے بھی غلطی کہائی۔ مجھے یہ سنکر خوشی ہوئی کہ وہ مرنے سے پہلے حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوچکا تہا جب مین ہند مین تہا تو اس نے میری مدد کی اور مین سچتا تا ہون کہ وہ اور مین دونون ملکر اسی وقت قادیان کیون نہ گئے۔

خدا نے مجھ پر اور میرے کنبہ پر بڑی مہربانی کی اور مین اسکا شکر گذار ہون کہ اُس نے مجھے اسلام کی سچی روشنی عطا فرمائی +

مین امید کرتا ہون کہ آپ جلد جلد مجھے خط لکھا کرینگے اور مین خوشی سے ہر طرح آپ کی خدمت کرنے کے لئے طیار رہون +

حضرت میرزا صاحب کی خدمت مین حاضر ہوکر آپ میرا سلام عرض کرین اور ان سے التجا کرین کہ میری کامیابی کے لئے دعا فرماوین +

مین آپ کے لئے سلامتی اور امن کی دعا کرتا ہون +

آپکا بھائی۔ محمد الیکس وب

دار الامان اور پیسہ اخبار کا طاعون

جو مضمون ہم ذیل مین درج کرتے ہین اگرچہ اسی کا مفہوم اور خلاصہ ہم سابقہ اشاعتون مین درج کر چکے ہین لیکن پیسہ اخبار کے خبث اور کذب کی افشاء اور اعلان کے لیے جو اس نے قادیان مین طاعون کے عنوان سے لکھ کر ظاہر کیا ہے ہم اس مضمون کو پورے **تین مرتبہ** شایع کرین گے اور دیکھین گے کہ پیسہ اخبار کہانتک راستبازی اور صداقت کی قدر کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

۲۴ مئی سنہ ۱۹۰۲ء کے پیسہ اخبار کے صفحہ ۷ کالم اول مین قادیان مین طاعون سے موتین کے عنوان سے ایک مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ اخبار کیطرف سے شایع کیا گیا ہے جس مین یہی نہین کہ ایڈیٹر نے حق پژوہی اور خدا ترسی سے کام نہ لیکر قلم اٹھایا ہے بلکہ اخبار نویسی کے عام اصول اور قانونی حدود کی نگہداشت کو بھی ملحوظ خاطر نہین رکھتا چنانچہ (جیسا کہ ہمارے اس مضمون کے پڑھنے والون کو معلوم ہو جاوے گا) اس نے اپنے اس نوٹ مین تین خطرناک جھوٹ بولے ہین جن مین سے ایک تو یہ ہے کہ اس سے پبلک کو مغالطہ دینا چاہا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ قادیان مین طاعون کی کسی واردات کے ہو جانے کو حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی انہ اوی القریہ کے خلاف قرار دیا ہے حالانکہ حضرت اقدس نے کبھی اس قسم کی کوئی تحریر شایع ہی نہین کی کہ قادیان مین ایک بھی طاعون کی واردات نہ ہوگی بلکہ جب سے کہ یہ الہام ہوا اسکے متعلق جسقدر تحریرین الحکم مین یا اور صورت مین شایع ہوئی ہین یہی ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ قادیان اس انتشار افراتفری اور موت الکلاب سے محفوظ رہے گا جو دوسرے شہرون مین طاعون کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اور اسی لیے جب دوسرے لوگون کو اس مقابلہ کی دعوت کی گئی تو صاف لفظون مین لکھا تھا کہ ان سے بھی اسی قدر مطالبہ کیا جاتا ہے مقابلہ مین جو اقرب بالامن ثابت ہو وہ صادق کی سچائی پر گواہ ٹھہریگا۔ چنانچہ خود پیسہ اخبار نے اپنے اخبار مین اپنا اعتراف بصورت اعتراض پیش کیا تھا کہ یہ پیشگوئی کی تاویل کے لیے لکھا جاتا ہے۔

پھر جس حال مین پہلے سے پیسہ اخبار خوب جانتا تھا کہ انہ اوی القریتہ کے معنے اس مضمون کو اپنے اندر نہین رکھتے کہ وہان کوئی بھی واردات طاعون کی نہ ہو اور نہ ایسا شایع کیا گیا ہے تو پھر الہام شایع کردہ کے خلاف ایک بات کا پیش کرنا یہ کیسی ناخدا ترسی اور ناانصافی ہے۔

پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اس نے خود بخود حضرت اقدس کے الہام کے خلاف ایک معنے تجویز کر کے پبلک کو دھوکا دینا چاہا۔ چنانچہ اس امر کی صراحت کے لیے ہم ذیل مین وہ فقرات درج کرتے ہین جو اس الہام کے متعلق شایع کئے گئے دیکھو الحکم مورخہ ۱۰۔ اپریل سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۲ کالم ۳

انہ اوی القریتہ کا جو الہام ایک عرصہ سے آنحضرت کو ہو چکا ہے اسکے متعلق فرمایا کہ مین اسکے معنے یقیناً یہی سمجھتا ہون کہ وہ افراتفری اور قیامت خیز نظارہ جو طاعون کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اس سے اللہ تعالے قادیان کو ضرور محفوظ رکھے گا۔ اگرچہ یہ امر ممکن ہے کہ کوئی کیس یہان ہو جاوے مگر وہ النادر کالمعدوم کے ضمن مین ہے تاہم اللہ تعالے کے فضل اور وعدہ کے موافق ہمین یقین ہے کہ وہ ہمین سخت تشویش اور سخت اضطراب سے ضرور محفوظ رکھے گا۔"

پھر خود حضرت اقدس نے جو رسالہ دافع البلاء کئی ہزار چھاپ کر شایع کیا ہے اسکے صفحہ ۵ کے حاشیہ مین نہایت صراحت کے ساتھ الہام انہ اوی القریتہ کی تفسیر کر دی ہے ہم اسکو بجنسہ ذیل مین درج کرتے تاکہ پبلک خود صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہو جاوے اور وہ یہ ہے۔

حاشیہ۔ اوی عربی لفظ ہے جسکے معنے ہین تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ طاعون سخت بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنے جھاڑو دینے والی جس سے لوگ جابجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی ہے۔ پس اس کلام الہی مین یہ وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی اسی کی تشریح یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام۔ لھلک المقام یعنے اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین

اول یہ کہ کچھ حرج نہیں کہ انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان میں بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو۔ کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسری

یہ کہ یہ امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہروں میں بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہیں انکے شہروں یا دیہات میں ضرور بربادی بخش طاعون پھوٹ پڑے گی یہانتک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بھاگیں گے ہم نے اوی کا لفظ جہانتک وسیع ہے اسکے مطابق یہ معنے کر دیئے ہیں اور ہم دعوے سے لکھتے ہیں کہ قادیان میں کبھی طاعون جارف نہیں پڑے گی جو گاؤں کو ویران کرنیوالی اور کھا جانیوالی ہوتی ہے مگر اسکے مقابل پر دوسرے

شہروں اور دیہات میں جو ظالم اور مفسد ہیں ضرور ہولناک صورتیں پیدا ہونگی تمام دنیا میں ایک قادیان ہے جسکے لیئے یہ وعدہ ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک منہ

اب اس تحریر کے پڑھ لینے پر وہ انسان بڑا ہی ظالم اور نااہل ہوگا جو یہ کہے گا کہ حضرت اقدس کے الہام کا یہ منشاء تھا کہ قادیان میں طاعون کا ایک بھی کیس نہیں ہوگا پس سب سے پہلا جھوٹ تو پیسہ اخبار کا یہ ہے کہ اُس نے خلاف منشاء الہام امر کو پیش کرنا چاہا ہے۔

لیکن اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اس وقت قادیان میں طاعون ہے یا پیسہ اخبار نے جو واردا تیں لکھی ہیں وہ طاعون سے ہوئی ہیں یہ صحیح ہے؟ ہرگز نہیں بالکل جھوٹ ہے اور یہ دوسرا جھوٹ ہے جو پیسہ اخبار نے بولا ہے اور اس میں نو جھوٹ ہیں جن کو ہم نمبروار ذیل میں درج کرتے ہیں۔

پہلا جھوٹ۔ مولا چوکیدار کی وفات کا باعث طاعون قرار دینا ہے حالانکہ ہم نے گذشتہ اشاعت میں سرکاری کتاب کے حوالہ سے بتایا ہے کہ وہ طاعون سے نہیں مرا چنانچہ ہم نے دکھایا ہے کہ رجسٹر اموات پیدائش قادیان نمبر ۵۳ پر ۲۰ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء میں اس کی وفات بذریعہ بخار درج ہے۔

یہ شخص ۲۰ - فروری سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اگر وہ طاعون سے اسوقت مرا تھا اور رجسٹر میں غلط باعث بخار درج ہوا ہے تو پھر پیسہ اخبار یا وہ دروغ گو نامہ نگار جس نے پیسہ اخبار کو ایسی جھوٹی خبر دی ہے گویا قادیان کے نمبردار اور بٹالہ کے ڈپٹی انسپکٹر۔ تحصیلدار اور ضلع گورداسپور کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر پر الزام لگاتا ہے۔ کہ انہوں نے ایک واردات کو مخفی کیا اور سرکاری طور پر اس کی اطلاع نہیں دی گئی پیسہ اخبار بہت جلد اس شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کا تشویش افزا خط لکھا ہے تاکہ ایسی جھوٹی خبریں شایع کرانے کی وجہ سے ہم افسران مجاز کو اس کی بابت اطلاع دے سکیں بہر حال یہ افسران مجاز کا فرض ہے کہ ایسے شخص کے متعلق مناسب انتظام کریں۔

دوسرا جھوٹ۔ نتھو چوکیدار کی وفات کے متعلق ہے یہ شخص ۱۸ - اپریل سنہ ۱۹۰۲ء کو مرا ہے اور نمبر ۶۹ کتاب مذکور میں باعث موت بخار درج ہے۔

تیسرا جھوٹ۔ مولا کی بیوی۔ یہ بہت ہی خطرناک جھوٹ ہے مولا کی بیوی اسوقت تک قادیان میں موجود ہے

ایک زندہ شخص کی نسبت اسکے مرنے اور طاعون سے مرنے کی متوحش خبر شایع کرنا پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کو خوب معلوم ہے۔ قانونی جرم ہے جس سے اس عورت کے رشتہ دار چارہ جوئی کر سکتے ہیں، کیا پیسہ اخبار کا اپنا فرض نہیں ہے؟ کہ وہ ایسے غلط بیان شخص پر ہزار بار نفرین کرے۔

چوتھا جھوٹ۔ مولا کی لڑکی کا بھی طاعون سے مرنا ظاہر کیا گیا ہے بحالیکہ ساری عمر میں مولا کے ہاں کوئی لڑکی ہوئی ہی نہیں پھر اس خانہ ساز واردات کی بابت ہم بجز اسکے کیا کہیں لعنت اللہ علی الکاذبین

پانچواں جھوٹ۔ نتھو کی بیوی کا مرنا بھی طاعون سے ظاہر کیا گیا بحالیکہ یہ بیچاری ۵ - ۲ - دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعارضہ کہانسی بخار فوت ہوئی ہے جو رجسٹر اموات نمبر ۲۳ پر درج ہے کیا دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کی مری ہوئی عورت پیسہ اخبار کو آج طاعون سے مری ہوئی ثابت ہوئی خوب!

چھٹا جھوٹ۔ صدرو ولد بھاگا بافندہ قادیان میں اس نام کا کوئی شخص ابھی تک ہم کو معلوم نہیں ہوا اور رجسٹر پیدائش اموات میں درج ہے بھاگا ایک بافندہ ہے مگر اسکا کوئی لڑکا اس نام نہیں ہے اور نہ فوت ہوا ہے۔

ساتواں جھوٹ۔ پسر بڈھا تیلی۔ یہ لڑکا سگ گزیدہ تھا اور رجسٹر مذکور میں اس کی ہلاکت باعث یہی درج ہے مگر ہمیں افسوس ہے کہ ایڈیٹر پیسہ اخبار کے نزدیک وہ طاعون سے مرا گویا جس قدر واقعات اور وارداتیں پیسہ اخبار نے دی ہیں سب کی سب جھوٹ ہیں۔

پیسہ اخبار اگر اپنی وقعت کو کم نہیں کرنا چاہتا تو آئندہ ایسے دوستوں پر اعتماد نہ کرے ورنہ اسے سخت نقصان اٹھانا پڑیگا۔

آٹھواں جھوٹ۔ مولوی حکیم نورالدین صاحب کی کسی رشتہ دار عورت کی نسبت طاعون سے مرجانے کی جھوٹی خبر مشتہر

کرکے انکے صدہا عزیزون اور لاکھون دوستون کو رنج پہونچایا ہے۔

مولویصاحب کے عزیزون مین سے کوئی عورت نہ طاعون سے بیمار ہوئی اور نہ ہلاک ہوئی۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب حکیم الامت کی رشتہ دار عورت (ساس) کے طاعون سے ہلاک ہونے کے متعلق جو جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے وہ قانونی زد سے باہر نہین ہے اور اسی لیئے جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ظاہر کیا ہے۔ اس رنجدہ خبر کی اشاعت کے متعلق سردست قانونی حقوق کو محفوظ رکھا گیا ہے کیونکہ اس خبر نے مولوی صاحب جیسے عزیزون اور دوستون کے وسیع دائرہ والے شخص کے متعلقین کو اس سے تشویش مین ڈالا ہے اور نہ صرف مولویصاحب ہی کے تعلق والون کو بلکہ ان لوگونکو بھی جو مولویصاحب کی عفیفہ پارسا زاہدہ ساس کے رشتہ دار ہین اور چونکہ وہ مشہور و معروف صوفی منشی احمد جانصاحب مرحوم کی اہلیہ ہین جنکے ہزارون مرید مختلف مقامات مین رہتے ہین اور اپنی اس روحانی والدہ سے مخلصانہ اور فرزندانہ ارادت رکھتے ہین اس لیے اس طبقہ کے تمام لوگون کی بھی دل آزاری ہوئی ہے + پھر یہ کیسی حماقت اور نادانی ہے کہ حق کی بیجا مخالفت مین پیسہ اخبار اگر خدا ترسی سے کام نہین لے سکتا تھا تو کم از کم بر فش لا سے ہی ڈرتا اور اسقدر دلیری سے کام نہ لیتا۔

ان سب سے بڑھکر ایک اور مغالطہ امیز جھوٹ پیسہ اخبار نے بولا ہے جسمین تعصب اور عداوت بھی ملی ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمنون کی علالت طبع کی خبر اسی طاعون والے مضمون کے ضمن مین لکھی ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ نصیب اعدا آنحضرت اسی مرض سے بیمار ہین ولعنت اللہ علے الکاذبین۔

پیسہ اخبار اور ہماری دور اندیش گورنمنٹ خوب جانتی ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر جن لوگون نے بیعت توبہ کی ہے اور جنہون نے اسکو اپنا امام ومقتدا التسلیم کیا ہے اور جس مین گورنمنٹ کے معزز۔ دیانت دار عہدہ دار اور دوسرے معزز تعلیم یافتہ تاجر ڈاکٹر۔ پلیڈر۔ اور ہر قسم کے معزز اہل حرفہ اور عوام داخل ہین اور جو گورنمنٹ سے سچی ارادت اور وفاداری کا جوش رکھتے ہین ان کی تعداد ستر ہزار سے بھی متجاوز ہے اور ایک لاکھ تک پہونچنے والی ہے ان کو اس خبر نے سخت دکھ دیا ہے حضرت اقدس کی صحت کی خبر ان کی جان بعد اور روح افزا ہے وہ گویا اس سے جیتے ہین اپنے کسی عزیز سے عزیز کی بیماری اور صحت کی خبر ان کی جان اور روح پر اتنا اثر نہین ڈال سکتی جتنا حضرت اقدس کی۔ پھر پیسہ اخبار نے اس بدخبر سے جو بالکل جھوٹ تھی اس وفادار گروہ کی سخت دل آزاری کی ہے اس قسم کے خطوط آئے ہین جن مین پیسہ کے حوالہ سے حضرت اقدس کی صحت کے متعلق استفسار تھے یہ سچ ہے کہ حضرت اقدس اپنی عدیم المثل فیاضی اور فراخدلی کے باعث کوئی قانونی چارہ جوئی نہین کرنا چاہتے لیکن کیا کسی ناعاقبت اندیش کو اس سے یہ سبق لینا ضروری ہے کہ وہ جرأت اور جسارت کرکے بے حیائی کے ساتھ ایک شریف گروہ کی دل آزاری کرے ؟ -

پیسہ اخبار کو ۲۴ - مئی سنہ ۱۹۰۲ء سے پہلے پہلے حضرت حجت اللہ کی بیماری درد ریح اور پھر اس سے شفایاب ہوجانے کی خبر الحکم کے خاص نمبر کے ذریعہ مل چکی تھی پھر اسکے بعد ایسی خبر کا مشتہر کرنا بجز عداوت اور رنجدہی کے اور کیا مقصد رکھ سکتا ہے۔

بہرحال یہ جھوٹ ہین جو پیسہ اخبار نے بولے ہین اب پیسہ اخبار کا فرض ہے کہ یا تو ان واقعات کو صحیح ثابت کردکھائے یا اپنے اخبار کے ذریعہ اپنی غلطی کا اعتراف کرے۔ اور آیندہ ان لوگون کی تحریرونکو وثوق سے نہ پڑھے جو قادیان کے سماجی یا اور ان کے ہم جنس اس کو لکھدیتے ہین اور اپنے آپ کو مخمصہ مین نہ ڈالے۔

ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ اس قسم کی جھوٹی خبرون کے مخزن زیادہ تر قادیان کے سماجی ہین جن مین نہ کوئی ڈاکٹر ہے نہ حکیم نہ بید۔

ہم پیسہ اخبار سے چاہتے ہین کہ وہ اپنی بریت کے لیے ایسے شخص کا نام ظاہر کرے جس نے اس قسم کی جھوٹی خبرین اسے پہونچائی ہین۔ ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی توجہ بھی اسطرف منعطف کرانا چاہتے ہین کہ وہ اس قسم کی تشویش افزا خبرون کے دینے والے کا مناسب نوٹس لین +

اب ہم اسکے متعلق اسوقت اور کہنے کی ضرورت نہین سمجھتے۔

آخر مین پھر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنی اس غلطی کی تردید اپنے اخبار کے ذریعہ کرے اور آیندہ سوچ سمجھکر واقعات صحیحہ کی بنا پر لکھے اگر لکھنے سے نہ رہ سکے۔

ہم پیسہ اخبار کے ایڈیٹر سے بڑھ کر اس معاملہ مین پادری فتح مسیح صاحب کی تعریف کرتے ہین جنہون نے بازاری خبرون پر اعتبار نہین کیا۔ بلکہ مزید احتیاط اور حزم سے کام لیکر براہ راست حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہی اس معاملہ کے متعلق دریافت فرمالیا۔ پیسہ اخبار کا ایڈیٹر پادری فتح مسیح سے احتیاط کا سبق لے +

الحکم نمبر ۲۱ جلد ۶ — ۱۰ جون ۱۹۰۲ء

کلمات طیبات امام الزمان سلمہ الرحمٰن

سلسلہ کیلئے دیکھو نمبر ۲۰ جلد ۶

پس ہمیشہ دعا کرتے رہو کہ خدا اس سے محفوظ رکھے۔ بظاہر طاعون ہر ایک گاؤن کا دورہ کریگی۔ یہ نہ سمجھو کہ کوئی باقی رہ جاویگا وہی بچ سکتا ہے جو توبہ اور استغفار مین مصروف ہیں اس لئے اس وقت ضروری ہے کہ اپنی جان اور اپنی بیوی بچون پر رحم کرو۔ یہ خدا تعالیٰ کے غضب کے دن ہین بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کی بدکاریان اور شوخیان اس حدتک پہونچی ہوئی ہوتی ہین کہ جب وہ خدا کے غضب سے ہلاک ہوتا ہے تو اس لعنت اور غضب کا اثر اس کی اولاد تک بھی پہونچتا ہے اسی لئے قرآن شریف مین فرمایا گیا ہے ولا یخاف عقبٰہا۔ عقبٰہا سے اولاد اور پسماندگان مراد ہین۔ جہان جہان طاعون پھیلا ہے۔ لوگ کتون کی طرح مرتے ہین بعض مردہ چوہون کی طرح بدبودار ہوجاتے ہین کوئی ان کو اُٹھا بھی نہیں سکتا اور ان کے جنازون کو گھسیٹ گھسیٹ کر قبرون مین ڈالتے ہین بہت سے خطوط طاعون زدہ علاقون اور گاؤن سے آئے ہین جن مین لکھا ہوا تھا کہ کوئی جنازہ نہین پڑھتا۔ مردارون کی طرح مردون کو گڑھے کھود کر ڈالدیا جاتا ہے مگر تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ لوگون نے اس بات کی طرف توجہ نہین کی کہ خدا تعالےٰ کا یہ غضب کیون آیا؟ مین یقیناً کہتا ہون کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے جو لوگ آتے ہین جب ان کی باتون کو لوگ نہیں مانتے اور شرارت اور شوخی سے ان کا انکار کر کے ایذا رسانی کی حدتک پہونچ جاتے ہین تو پھر خدا تعالےٰ کا غضب کسی نہ کسی رنگ مین جوش میں آتا ہے۔ چنانچہ پہلے نبیون کے وقت مین کسی قوم کو کسی عذاب سے ہلاک کیا کسی کو کسی سے۔ مگر اسوقت جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس شرارت اور شوخی سے ملے ہوئے انکار کی سزا کے لئے طاعون کو مقرر کیا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے **مسیح موعود** کے زمانہ کا نشان طاعون قرار دیا اور انجیل مین بھی اسی کی صداقت موجود ہے۔ براہین احمدیہ مین بھی آج سے پچیس برس پیشتر خدا تعالےٰ نے **طاعون** کے پھیلنے کی خبر دی تھی چونکہ انکار حد سے زیادہ بڑھ گیا اور انکار کے ساتھ شرارت اور ایذا رسانی بھی ہے اور قسم قسم کے طعن کئے جاتے ہین۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے طاعون ہی کو سزا کے لئے بھیجا۔ اور یہ بات کہ **مامور من اللہ** کی تکذیب اور ایذا رسانی پر عذاب کیون آتا ہے ایسی صاف ہے کہ تم اس کی مثال ایسی سمجھ سکتے ہو۔ جیسے سرکار کسی چپڑاسی کو معاملہ وصول کرنے کے لئے بھیجے حالانکہ وہ چپڑاسی پانچ چھ روپیہ ماہوار کا ملازم ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اس کو معاملہ نہ دے یا شرارت کر کے اس کو دکھ دے تو گورنمنٹ سارے گاؤن کو سزا دینے کے لئے طیار ہوجاتی ہے۔ خواہ اس مین کیسے ہی معزز اور دولتمند زمیندار بھی ہون۔ اسیطرح پر خدا تعالےٰ کے مامورون کی بے عزتی کی جاوے تو خدا تعالےٰ کی غیرت جوش مین آتی ہے اور اس کا غضب بھڑک اٹھتا ہے اسوقت وہ شریرون کو سزا دینے کے لئے اپنے بندہ کی حمایت مین **نشان** ظاہر کرتا ہے پھر مین یہ کہتا ہون کہ خدا کی طرف سے جو آتے ہین وہ کوئی بری بات تو کہتے ہی نہیں وہ تو یہی کہتے ہین کہ خدا ہی کی عبادت کرو اور مخلوق سے نیکی کرو۔ نمازین پڑھو۔ اور جو غلطیان مذہب مین پڑگئی ہوئی ہین انہین نکالتے ہین چنانچہ اس وقت جو مین آیا ہون تو مین بھی ان غلطیون کی اصلاح کیلئے بھیجا گیا ہون جو **فیج اعوج** کے زمانہ مین پیدا ہوگئی ہین سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کو خاک میں ملادیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی **سچی** اور اہم اور اعلیٰ تعلیم توحید کو مشکوک کیا گیا ہے ایک طرف تو عیسائی کہتے ہین کہ یسوع زندہ ہے اور تمہارے نبی صلعم زندہ نہین ہین اور وہ اسی سے حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتے ہین کیونکہ وہ دو ہزار برس سے زندہ چلے آتے ہین۔ نہ زمانہ کا کوئی اثر ان پر ہوا۔ دوسری طرف مسلمانون نے یہ تسلیم کرلیا کہ بیشک مسیح زندہ آسمان پر چلا گیا ہے اور دو ہزار برس سے ابتک اسی طرح موجود ہے کوئی تغیر و تبدل اسکی حالت اور صورت مین نہین ہوا اور رسول اللہ صلعم مرگئے مین سچ کہتا ہون کہ میرا دل کانپ جاتا ہے جب مین ایک مسلمان مولوی کے منہ سے یہ لفظ سنتا ہون کہ رسول اللہ صلعم مرگئے زندہ نبی کہو وہ رسول قرار دیگیا۔ اس سے بڑھکر بے حرمتی اور بے عزتی اسلام کی کیا ہوگی مگر یہ غلطی خود مسلمانون کی ہے جنہون نے قرآن شریف کے صریح خلاف ایک نئی بات پیدا کرلی۔ قرآن شریف مین مسیح کی موت کا بڑی وضاحت سے ذکر کیا گیا ہے لیکن اصل میں اس غلطی کا ازالہ میرے ہی لئے رکھا تھا کیونکہ میرا نام خدا نے **حکم** رکھا ہے اب جو اس فیصلہ کیلئے آوے وہی اس غلطی کو نکالے دنیا نے اس کو قبول نہ کیا پر خدا اس کو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔ اس قسم کی باتون نے دنیا کو بڑا نقصان پہونچایا ہے۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ یہ سب جھوٹ ظاہر ہوجاوے خدا تعالےٰ نے جبکو حکم کرکے بھیجا اس سے یہ باتین مخفی نہین رہ سکتی ہین۔ بھلا دائی سے پیٹ چھپ سکتا ہے قرآن نے صاف فیصلہ کردیا ہے کہ آنحضرت

نوٹ۔ چونکہ طاعون والا مضمون اہم اور ضروری سمجھا گیا ہے اس لئے اس اشاعت مین کلمات طیبات اور اس کے متعلق نوٹ

تتمۃ الوداد

جواب استفسارات حضرت — [illegible]

نحمدہ و نصلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

محب مکرم حضرت نجم الدین صاحب ملازم رفاہ عام پریس لاہور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپکا خط متضمن استفسار جواب چند سوالات خاکسار کو واسطے لکھنے جواب کے مرحمت فرمایا گیا چونکہ آپ نے درخواست کی ہے کہ اس عریضہ کو معہ اسکے جواب کے الحکم مین شائع کرا دیا جاوے لہذا سوالات مستفسرہ مندرجہ خط کو جو آپکے خط مین مختلط اور غیر واضح ہین باوضح تقریر تلخیص کر کر جواب اسکا واسطے اشاعت کے ذریعہ الحکم دیا جاتا ہے۔

سوال اول۔ قدیم الایام سے انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ مین کافر ایک قول کہتے چلے آئے ہین ما ہذا الا بشر مثلکم۔ ان انتم الا بشر مثلنا۔ اگر انصاف سے دیکھا جاوے تو اونکا یہ قول بجا ہے کیونکہ تابع متبوع مین کوئی مابہ الامتیاز ہونا چاہیئے مین نے مابہ الامتیاز یہ سمجھ رکھا تھا کہ وہ اور ہی قسم کے بشر تھے اپنر فرشتے نازل ہوئے۔ انکو خدا تعالے نے معجزات دیئے۔ مثلاً فلق بحر عصا ید بیضا احیاء موتے ابراء اکمہ و ابرص ناقۃ اللہ نجات آگ مشتعل سے وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے حضرت صلعم کی نسبت گو یہ قرآن مجید مین مذکور نہین لیکن ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الے معاد۔ ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا اور والذین ہاجروا فی اللہ من بعد ما ظلموا لنبوئنہم فی الدنیا حسنہ ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلہ۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وغیرہ وغیرہ معجزات باعث تسکین ہین افسوس کہ حضور نے ان سب کو اڑا دیا۔ یعنے اب کوئی مابہ الامتیاز درمیان انبیاء اور غیر انبیاء کے باقی نرہا پھر انکا اتباع کیون کیا جائے۔ انتہی ملخصاً

الجواب۔ بے شک انبیاء علے نبینا و علیہم السلام مین اور انکے غیر مین ضرور بالضرور مابہ الامتیاز بہت ظاہر ہے اور بڑا فرقان واضح موجود ہے لیکن صرف انہین لوگون کیلیے جو با انصاف اور اہل بصیرت ہین اور اللہ تعالے سے ڈرنے والے کما قال اللہ تعالے ذٰلک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین۔ وغیر ذلک من الآیات لیکن جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہنے والے ہین انکے نزدیک یہ مابہ الامتیاز اور فرقان کچھ بھی حقیقت نہین رکھتا ہے۔ کیونکہ انکے خیالون مین یہ امر راسخ اور جما ہوا ہوتا ہے کہ انبیاء کوئی ایسا نشان دکھلاوین جو ایمان لانے کیطرف انکو اولاً ہی مجبور کر دیوے اور ایمان بالغیب جو الذین یومنون بالغیب مین فرمایا گیا ہے وہ اول ہی سے ایمان بالغیب نہ رہے اور تمام حجب اور پردے رفع ہو جاوین ارنا اللہ جہرۃ کا نظارہ اونکے پیش نظر ہو جاوے بلکہ منصب رسالت و نبوت کا جو مقام عبودیت ہے الوہیت کے رنگ مین آجاوے لیکن بوقت رفع ہونے تمام حجب کے پھر ایمان بالغیب قبول کب ہو سکتا ہے کیونکہ اس عالم مین اول ہی سے تمام حجب کا رفع ہو جانا خلاف سنت الٰہیہ کے ہے لہذا اب ہمکو یہ دیکھنا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام نے منکرین اور قائلین۔ ان انتم الا بشر مثلنا کا جواب کیا دیا ہے تا کہ وہی جواب بلکہ کسی قدر زیادتی کے ساتھ علے منہاج النبوت باوضح طریق ما نحن فیہ کے لیے بھی کافی ہو جاوے پارہ دوازدہم رکوع سوم مین فرماتے ہین فقال الملاء الذین کفروا من قومہ ما نراک الا بشراً مثلنا وما نراک اتبعک الا الذین ہم اراذلنا بادی الرای وما نری لکم علینا من فضل بل نظنکم کاذبین اس آیت مین مکذبین نے حضرت نوح پر چند اعتراض کیئے ہین جن مین سے ایک یہ اعتراض ہے کہ تم ہماری ہی مانند بشر ہو کوئی فضیلت ہمپر تمکو حاصل نہین ہے اور اگر تم کو اپنے تابعین کے اتباع کیوجہ کچھ فخر کا خیال ہے تو وہ سب اراذل ہین جو بمقابلہ ہم شرفاء و عقلاء قوم کے قابل شمار اور اعتبار کے نہین ہین علاوہ یہ کہ ان تمام اراذل نے بھی تمہارے باب مین کچھ بھی تعمق نظر کے ساتھ غور نہین کیا بلکہ بادی الرائے مین تمہارے سحر اور شعبدات کو آیات سمجھ لیا ہے اور شبہات کو دلائل مان لیا ہے اگر کوئی فضیلت تمکو حاصل ہوتی تو کیا ہمکو نظر نہ آتی جو عقلاء اور شرفاء قوم ہین لہذا تمہارے خوارق جو فی الحقیقت سحر یا مسمریزم ہین یا دلایل تمہارے جو لسانہ کلمات ہین وہ موجب تمہاری فضیلت یا تصدیق کے نہین ہو سکتے لہذا ہم تمکو کاذب سمجھتے ہین قوم نوح کیطرف سے یہ چند اعتراض ہین جو ماحصل آیت مذکورہ کا ہین اب ہم دیکھین کہ حضرت نوح علیہ السلام ان اعتراضون کا کیا جواب دیتے ہین قال یا قوم ارأیتم ان کنت علے بینۃ من ربی و آتانی رحمۃ من عندہ فعمیت علیکم انلزمکموہا و انتم لہا کارہون۔ ماحصل جواب کا یہ ہے کہ میرے پاس بینات نبوت اور نشانات فضیلت میرے صدق دعوے کے لیے ضرور ہین اور ہدایت اور نبوت جو عین رحمت من عندہ ہے اللہ تعالے نے مجھکو دی ہے مگر جبکہ تم ان بینات کیطرف نظر اٹھا کر بھی نہین دیکھتے بلکہ اسکو بہت ہی ناپسند رکھتے ہو اور اس سے کراہت کرتے ہو تو پھر تبلاؤ مین ان بینات اور رحمت کو تمہارے لیے کیونکر تمہارے گلے کا ہار کر دون اور تمہارے گلے سے کیونکر اتار دون۔

اللہ اکبر اس جواب سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح کو ثبوت دعوے کیلیئے نشانات اور بینات تو ضرور دیئے گئے تھے مگر عقلاء اور شرفاء قوم نوح پر بسبب عدم نظر اور توجہ کرنے کے وہ سب ان پر مخفی تھے دیکھو غنیمت کو اس جواب کے آگے چلکر بھی حضرت نوح نے بدلایل و براہین انکو قایل و معقول کیا ہے اور یہ بھی